حیوانات کا بنایا اور حیوانات سے اعلیٰ مرتبہ انسان کا بنایا کیونکہ جتنی چیزیں آپ مشاہدہ کر رہے ہیں اور جس قدر آپ حواسِ خمسہ ظاہری سے محسوس کر رہے ہیں خواہ وہ بسائط ہوں یا مرکبات علویات ہوں یا سفلیات۔ نباتات ہوں یا معدنیات حیوانات ہوں یا غیر حیوانات۔ سب کے سب حضرت انسان کی آسائش و آرام کے لئے پیدا کی گئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اس کی زمین اور سرشتی میں قال تعالیٰ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا (سورہ بقر) یعنے اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے سب و اذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ الغرض چاند، سورج، تارے۔ افلاک۔ پانی۔ آگ۔ ہوا اور مٹی۔ اکاش اور رات دن وغیرہ سب انسان کے لئے اور انسان کے ضروریات کے لئے مخلوق کئے گئے ہیں۔ تا انسان انسے فائدہ اوٹھاکر اپنے مالک حقیقی کا شکر بجالاوے ؎

ہمیں در رقص ازرق طیلسانان ✤ ردائے نور بر عالم فشانان
ولے ہر یک چو گوئے از جنبش خاص ✤ بچوگان ارادت گشت رقاص
یکے از غرب روئے در مشرق کرد ✤ یکے در غرب کشتی غرق کردہ
شدہ گرم از یکے ہنگامہ روز ✤ یکے شب را شدہ ہنگامہ افروز
چنان گرم اند در منزل بریدن ✤ کہ یک جنبش ندارند آرمیدن

جب ان عظیم الشان ستاروں کا یہ حال ہے کہ بعض مشرق سے مغرب کی طرف اور بعض مغرب سے مشرق کی طرف انسانی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کرتے تو باقی کائنات کی سب چیزیں بھی اسی طرح سمجھ لیجئے کہ وہ بھی انسان کی خاطر بنائی گئی ہیں چنانچہ بعض کو بلاواسطہ استعمال کرتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور بعض کو بالواسطہ اور دوسری چیز کی ذریعہ سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو چیز کسی کی خاطر بنائی جاتی ہے اور اس پر اس کو قربان کیا جاتا ہے تو جس کے لئے وہ چیز بنائی جاتی ہے وہ ضرور اشرف و اعلیٰ ہوتا ہے مثلاً جیسے مہمان کے لئے ہم اچھے اچھے کھانے پکاتے ہیں اور فرش و فروش آراستہ کرتے ہیں اور گلدستے لگاتے ہیں اور بعض پھلوار یاں بہم پہنچاتے ہیں اور رنگا رنگ کے شربت و عرقیات و عطریات بناتے ہیں تا مہمان دیکھ کر اور ہر چیز کو موقعہ بر محل ملاحظہ فرما کر نہیں بلکہ کھانے اور پینے سے مستفید ہو کر بڑا ہی محظوظ اور مسرور ہو تو کیا وہ مہمان اُن تمام چیزوں سے جو اس کی خاطر بنائی گئی ہیں افضل و اشرف نہ ہوگا۔ نہیں ضرور ہوگا۔ لہذا ثابت ہوا کہ انسان واقعی

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

حفاظت بقر یعنے گئو رکھشا

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است ۔ با دوستان تلطف با دشمنان مدار
مگو آنچہ دانی سخن سودمند ۔ وگر ہیچکس را نیاید پسند
کہ فردا پشیمانی آرد خروش ۔ کہ آیا چرا حق نکردم بگوش

اما بعد یوں کہتا ہے اسیر بلائے کسب بندوں سے ناچیز خادم قوم و ملک بندہ ابوتراب حکیم محمد عبدالحق المعروف طبیب بن مولانا بالفضل اولنا جناب مولوی عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ دینانگری ثم امرتسری کہ یہ بات روز روشن کی طرح معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ زیر آسماں نے اپنی تمام مخلوقات وکائنات سے انسان کو اشرف و افضل بنایا ہے اور موالید ثلاثہ یعنے معدنیات و نباتات و حیوانات میں سے اس کو اعلےٰ و برتر پیدا کیا ہے قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الکریم لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (سورہ والتین) ترجمہ البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو عمدہ انداز پر یعنے اچھی جسم بہتری میں اس کو پیدا کیا۔ وقال تعالیٰ ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہم فی البر والبحر ورزقناہم من الطیبات وفضلناہم علےٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلا (سورہ بنی اسرائیل) یعنے البتہ تحقیق بزرگی دی ہم نے اولاد آدم کو اور چڑھایا ہم نے انکو سواریوں پر جنگل اور دریا میں اور رزق دیا ہم نے انکو پاکیزہ اور بزرگی دی ہم نے انکو بہتوں پر ان لوگوں سے جو پیدا کئے ہم نے بزرگی دینا قرآن مجید کی ان آیات سے [illegible] ان سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی انسان اللہ تعالیٰ کی جمیع مخلوقات سے افضل و اشرف ہے اور ترقی جسمانی و روحانی کا مادہ اس میں ودیعت و امانت رکھا گیا ہے اور محبت و پیار و میل و ملاپ کی خاصیت اس میں ڈالی گئی ہے جو دوسری چیزوں میں نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جمادات سے بلند مرتبہ نباتات کا اور نباتات سے بلند پایہ

دیا ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار ؛ شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

بالفعل میں اور چیزوں کو چھوڑ کر حفاظت بقر یعنی گئو رکھشا پر کچھ عرض کرتا ہوں۔ جس کے لئے یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے اور آج کل اخباروں اور رسالوں میں اس پر بحث چھڑی ہوئی ہے اور جلسوں اور وعظوں میں اس پر زور دیا جا رہا ہے کہ مسلمان گائے کی قربانی نہ کریں۔ کیونکہ عید البقر عنقریب آ رہی ہے اور مختلف خیالات دل و دماغ میں چکر لگا رہے ہیں سو یاد رہے کہ اللہ تعالےٰ مالک الملک نے مختلف حیوانات میں سے بعض حلال اور بعض حرام بنائے ہیں۔ حلال جانوروں سے گائے بھی شرع اسلام میں حلال پیدا کی گئی ہے مگر حلال سمجھنے کا یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ اس کو ذبح کر کے ہمسایۂ اقوام کی دل آزاری کی جائے اور جو ذریعہ پرورش و آسائش خلق ہے اور کھیتی باڑی کے کام آنیوالی چیز ہے اس کو ہاتھ سے کھو دیا جائے حاشا و کلا ؎

خدا را بر آں بندہ بخشائش است ؛ کہ خلق از وجودش در آسائش است

با جان آسودہ کردن دلے ؛ بہ از الف رکعت بہر منزلے

حضرات یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کوئی قوم اور ملک بغیر اتفاق اور باہمی سلوک و پیار کے کبھی ترقی نہیں کر سکتا اور بغیر اتحاد کے وہاں کے باشندے ہمیشہ معرض زوال میں رہتے ہیں اور نکبت و ادبار کی گھٹا اُن پر چھائی رہتی ہے لہذا ازالہ ذلت و مسکنت کا سب سے بڑا سبب اتفاق ہی ہے اور بغیر اس کے وہاں کے رہنے والے سرسبز اور شاداب نظر نہیں آ سکتے یوروپ و امریکہ و جاپان نے اگر ترقی کی ہے تو اسی اتفاق کی برکت سے حاصل کی ہے اگر انگریزی قوم جنگ کی بلائے عظیم میں کامیاب ہوئی ہے اور گرداب سمندر سے اونکا جنازہ صحیح و سلامت نکلا ہے تو اتفاق کی خوبی سے نکلا ہے۔ اگر ترکی قوم کو کچھ چشم زخم اٹھانا پڑا ہے تو اسی نااتفاقی کی وجہ سے اُٹھانا پڑا ہے ؎

ز اتفاق مگس شہد مے شود پیدا ؛ خدا چہ لذت در اتفاق نہاد

دولت ہمہ از اتفاق خیزد ؛ بے دولتی از نفاق خیزد

بنا براں ہر ہمدرد قوم و ملت کو اور ہر پڑھے لکھے انسان کو یہ بات بے چین کرتی ہے کہ ہندوستان جنت نشان ہی کی نسبت یہ شعر کہا گیا ہے ؎

اشرف وافضل المخلوقات ہے اسیواسطے اللہ عزوجل نے اس کو اپنا خلیفہ زمین میں قرار دیا
حیث قال واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یعنی یاد کر جب کہ
کہا رب تیرے نے واسطے فرشتوں کے کہ تحقیق میں کرنے والا ہوں زمین میں خلیفہ اور یہ مسلمہ
قاعدہ ہے کہ جو اوصاف اصل میں ہوں وہ خلیفہ میں بھی ہونے چاہئے اگر کامل اور پورے
طور پر ہوں تو کچھ نہ کچھ ضرور ہوں ورنہ خلافت کا مفہوم باطل ہو جاوے گا مثلاً جیسا کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں اگرچہ تمام اوصاف جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے موجود نہ تھے کیونکہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور نبی تھے
اور حضرت ابوبکرؓ صدیق رسول اور نبی نہ تھے مگر پھر بھی وصف شجاعت وکرم و زہد و تقوےٰ
و توکل و صبر و شکر و رضا و محبت وغیرہ اوصاف کاملہ میں آنحضرت صلعم کے قریب قریب تھے
(دیکھو منصب امامت مصنفہ مولانا شاہ اسمعیل شہید دہلوی) پس جب آدم علیہ السلام (یعنی
انسان) اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوا تو جو صفات اللہ تعالیٰ میں ہیں وہ آدم علیہ السلام میں کچھ نہ کچھ
ضرور ہونے چاہئے جیسا کہ آنحضرت صلعم فداہ ابی وامی نے فرمایا ان اللہ خلق آدم علے
صورتہ یعنی تحقیق پیدا کیا اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنے صفات پر جیسے بخشش کرنا عفو ہونا
رحم کرنا سمیع و بصیر ہونا صاحب علم و معرفت کا ہونا وغیرہ وغیرہ یہ صفات جناب باری عز اسمہٗ میں
اگرچہ ذاتی اور قدیم ہیں مگر آدم علیہ السلام اور انکی اولاد میں بھی یہ صفات موجود ہیں
گو حادث اور مخلوق ہی سہی جیسا قال علیہ السلام تخلقوا باخلاق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ
کے اخلاق سے تم متخلق ہو جاؤ اور اس کے صفات اپنے اندر پیدا کرو جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا
ہے۔ الغرض معدنیات نباتات و حیوانات کے جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ خالق حکیم
علیم نے ان چیزوں کو بے فائدہ نہیں بنایا ربنا ما خلقت ھذا باطلا اور انسان کی
زندگی کے لئے مثل ... کے کی قرار دی گئی ہیں تا انسان ان سے فائدہ اٹھا کر اپنے مالک
و صانع حقیقی کی عبادت بندگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے اور اس کی ربوبیت و الوہیت میں
کسی کو شریک نہ کرے اور اسکو ذاتی و صفاتی و افعالی میں کسیکو ثانی نہ جانے اور التعظیم
لامر اللہ والشفقۃ علے خلق اللہ پر پورا پورا عمل کرے جس کے لئے انسان پیدا کیا
گیا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ترجمہ نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر
ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند ٭ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

رسم کو ترک کر دینا کوئی دانشمندانہ فعل نہیں ہوگا اس لئے مسلمانان ہند اس حکم کی تعمیل سے اپنے آپ کو قاصر پائیں گے اور ہمیں اس کہنے میں مطلق تامل نہیں ہے کہ سیاسی مقاصد کی تکمیل کیلئے مذہبی رسم و رواج میں مداخلت نہایت مہلک نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ انتہے

اس کا جواب یہ ہے کہ سہ سخن شناس نۂ اڈیٹرا خطا اینجا است

مولوی عبداللہ صاحب اڈیٹر اخبار وکیل اور مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اخبار اہل حدیث وغیرہ کو جو گئورکھشا کے مخالف ہیں غور کرنا چاہیئے کہ مذہبی رسم و رواج دو قسم پر ہے ایک فرض اور واجب ہے جس کا انکار کفر ہے اور اس کی عدم تعمیل باعث فسق و خروج از دائرہ اسلام ہے جیسے نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ دوسرا مستحب۔ اور سنت ہے جس کے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ترک کر دینا گناہ نہیں جیسا کہ علامہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی نے شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھا ہے هو ما يكون مطلوبا شرعا من غير ذم على تركه مطلقا او ما فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة وتركه اخرى ولم يواظب عليه یعنے مستحب وہ ہے جو شرعاً مطلوب ہے اور اس کے چھوڑ دینے پر ملامت و مذمت نہیں یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک دفعہ کیا اور پھر چھوڑ دیا اور اس پر مداومت نہیں کی جیسے نوافل وغیرہ۔ یہ مسائل کتب اصول فقہ۔ حسامی۔ نورالانوار۔ تلویح وغیرہ میں مفصل درج ہیں وان شئت التفصيل فطالعها اب آپ انصاف سے دیکھیں کہ قربانی کی رسم اور حکم قسم اول سے ہے یا قسم ثانی سے جن لوگوں کو اللہ عزوجل نے ادنے فہم و ادراک کا مادہ دیا ہے اور علم تفسیر القرآن وعلم حدیث الرسول وعلم اصول فقہ سے قدرے قلیل بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ قربانی کا حکم (جس کو ترک کر دینا خواہ کسی خیال سے ہو۔ اڈیٹر صاحب وکیل کے نزدیک دانشمندانہ فعل نہیں ہے) اول قسم سے نہیں ہے امام احمد بن حنبلؒ جو بڑے پایہ کے امام گذرے ہیں اور جن کی نسبت حافظ امام ابن قیمؒ اعلام الموقعین کے صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں وكان بالمدينة امام اهل السنة على الاطلاق احمد ابن حنبل الذى ملاء الارض علما وحديثا وسنة حتى ان ائمة الحديث والسنة بعدهم اتباعه الى يوم القيمة یعنے بغداد مدینہ طیبہ میں امام اہل السنت علی الاطلاق احمد بن حنبل تھا جس نے زمین کو علم اور حدیث اور سنت نبوی سے بھر دیا یہاں تک کہ ائمہ حدیث اور سنت جو اس کے پیچھے ہوئے ہیں وہ سب کے سب قیامت تک اس کے تابعدار ہوئے ہیں وغیرہ

اگر فردوس بروئے زمین است ✿ ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است
بدقسمتی سے ایسا ملک ہے جو بمقابلہ دوسرے ملکوں اور ولایتوں کے سب سے پیچھے ہے اور ترقی عروج کے چہرہ درخشانی کمال سے کوسوں دور ہے۔ عالم اسباب کو سلسلہ علت معلول و سبب مسبب سے وابستہ سمجھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ اس کا بھی کوئی نہ کوئی سبب اور علت ضرور ہے لان وجود المسبب بغیر وجود السبب محال [1] ہماری تحقیق میں اس کا بڑا سبب بجز نفاق اور باہمی کشمکش کے اور کوئی نہیں۔ نظر بواقعات حاضرہ و گذشتہ جب ہم نے دیکھا کہ ہندوستان کی دو قوموں کا مابہ النزاع گاؤکشی کے علاوہ اور کوئی امر زیادہ قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ آئے دن ہمیشہ عید البقر کے موقعہ پر کہیں نہ کہیں فساد ہوتا رہتا ہے اور قتل و قتال و مقدمہ بازی تک نوبت پہنچ رہتی ہے جیسا کہ کرتارپور میں اور اس سے پہلے کئی دفعہ ظاہر ہوا تو ہم نے بخیال ہمدردی بنی نوع انسان و برائے عمل بر حدیث سید الانام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس من ینفع الناس اپنی بساط علمی و تحقیق مذہبی سے کام لیکر ایک مبسوط آرٹیکل حفاظت بقر پر لکھا اور اخبار اردو ہنس گزٹ امرتسر ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء میں شائع کرایا جس کی نقل بعض اخبارات نے بھی کی اور اس کی تائید میں پر زور مضمون لکھا اور بعض اخبارات نے اس کی مخالفت کی آواز اٹھائی اور اس کو ناممکن العمل بتایا پھر واقعہ مسجد کانپور و جنگ بلقان وغیرہ نے فریقین کو سبق دیا کہ ہندو مسلم اتحاد ہوئے بغیر مقاصد عظمے کا حصول ناممکن ہے بنظر براں ہم نے پھر اسی مضمون کو کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۱۳ء کے اردو ہنس گزٹ امرتسر میں شائع کرایا جس کی نقل اخبار حق پسند امرتسر و مخبر امرتسر و آریہ گزٹ لاہور و ہندوستان دھرم پرچارک امرتسر و اخبار عام لاہور و ٹریبیون لاہور و اہلحدیث و وکیل امرتسر وغیرہ نے بھی کی۔
الغرض حفاظت بقر کا مضمون نہ صرف اخبارات میں شائع کرایا بلکہ جلسہ وعظ و خطبہ عید البقر کے موقعہ پر دینا نگر ضلع گورداسپور پنجاب میں بھی ہم نے گئو رکشا پر لیکچر دیا اور ثابت کر دیا کہ گائے کی قربانی کی بجائے بھیڑ، بکری، دنبہ، اونٹ کی قربانی چاہیے چنانچہ اس کی ایک نقل اخبار وکیل امرتسر میں بغرض اندراج بھیجا۔ ہم اڈیٹر صاحب وکیل کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنے مذاق کے خلاف ہمارا مضمون ۵ر نومبر ۱۹۱۳ء کے پرچہ میں مختصر طور پر درج فرمایا اور ۸ نومبر ۱۹۱۳ء کے وکیل میں عدم امکان گئو رکھشا پر زور دیتے ہوئے یوں لکھا۔ گئو رکھشا کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے وہ ایک مذہبی رسم ہے اور دو قوموں کے سیاسی اتحاد کی خاطر ایک مذہبی

[1] ترجمہ: یعنی وجود مسبب کا بغیر سبب کے محال ہے۔

عن امتہ میں ہوا ہے اور یہی مذہب ہے حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ اول اور حضرت عمرؓ خلیفہ
ثانی اور حضرت بلالؓ مؤذن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن مسعود صاحب النعلین
کا اور ابن عباسؓ رئیس المفسرینؓ کا اور اہل بیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جن کی مثال کشتی
نوح کی ہے اور ابن مسیب اور علقمہ اور اسود اور عطاء اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور امامؒ
شافعی اور امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ و دیگر اکابر علماء
اور بزرگان سلف و خلف کا کہ قربانی فرض اور واجب نہیں اور وہ حدیثیں جن سے
قربانی کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے مندرجہ ذیل ہیں عن جابرؓ قال قال صلیت مع
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ فلما انصرف اتی بکبش فذبحہ
قال بسم اللہ واللہ اکبر اللھم ھذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواہ
احمد وابو داؤد والترمذی) یعنے جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے پیچھے نماز عید الضحیٰ کی پڑھی۔ پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے پاس
مینڈھا لایا گیا جس کو آپنے ذبح کیا اور یہ کہا کہ ذبح کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور
اللہ بہت بڑا ہے۔ اے اللہ یہ میری طرف سے اور اس شخص کی طرف سے ہے جس نے
میری امت سے ذبح نہیں کیا۔ دوسری حدیث عن علی ابن الحسینؓ عن ابی رافع
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا ضحی اشتری کبشین الخ یعنے آنحضرت
جب قربانی کا ارادہ کرتے تو دو دُنبے فربہ سینگوں والے خریدتے۔ پس جب نماز عید سے
فارغ ہوتے تو اول ایک کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور وقت ذبح کے یہ پڑھتے
اللہ یہ میری تمام امت کی طرف سے ہے جس نے کلمہ توحید اور میری رسالت کا
اقرار کیا ہے۔ پھر دوسرا ذبح کرتے ہوئے یہ فرماتے یہ مجھ سے اور میری تمام اہل بیت
کی طرف سے ہے پھر کئی سال تک بنی ہاشم نے قربانی نہیں کی۔ کیونکہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف سے کفایت کردی تھی (تیسری) حدیث کان رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اللھم تقبل من محمد وآل محمد وعن امۃ محمد
قربانی کا عدم وجوب ان حدیثوں سے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ ظاہر ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانی اپنی امت اور اہل بیت کی طرف سے کافی کفایت کرتی ہے
اس شخص کو جس نے قربانی نہیں کی خواہ وہ ذی [illegible] و الدار ہو یا تہیدست

ذالک من الفضائل اور جن کا ایک مصلے بھی مکہ معظمہ میں ہے اور جو صاحب اجتہاد و فتاوے و صاحب مذہب بھی ہوئے ہیں انکے نزدیک قربانی مستحب اور سنت ہے وہ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت برکعتی الضحے ولم تؤمروا بھا وامرت بالاضحی ولم تکتب علیکم یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے قربانی کا حکم ہوا ہے اور تم پر فرض نہیں کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ قربانی فرض یا واجب نہیں دوسری حدیث جس سے قربانی کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے وہ ہے جس کو محدث ابو یعلے اور بزار اور حاکم نے بیان کیا ہے الفاظ اس کے یہ ہیں ثلاث ھن علی فرائض ولکم تطوع النحر والوتر ورکعتی الضحے یعنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تم پر نفل اور مستحب۔ قربانی اور نماز وتر اور دو رکعت ضحے کی۔ اسی طرح سنن دارقطنی میں یہ حدیث موجود ہے علاوہ ازیں صحیح ترمذی صفحہ ۱۹۵ جلد اول میں جو صحاح ستہ میں داخل ہے اور مدینی کتاب ہے لکھا ہے والعمل علے ھذا عند اھل العلم ان الاضحیۃ لیست بواجبۃ ولکنھا سنۃ من سنن رسول اللہ صلعم یستحب ان یعمل بھا وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک یعنے عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ قربانی واجب نہیں ولیکن آنحضرت صلعم کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے مستحب ہے یہ کہ عمل کیا جاوے ساتھ اس کے اور وہ قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک کا اور مولوی مرزا حیرت صاحب اڈیٹر اخبار کرزن گزٹ دہلی یکم نومبر کے پرچہ میں لکھتے ہیں کہ قربانی واجب نہیں انتہٰی

اور یہی مذہب ہے جمہور علماء اسلام کا قال الشوکانی فی النیل وقد تمسک بحدیث الباب وماورد فی معناھا من قال ان الاضحیۃ غیر واجبۃ بل سنۃ وھم الجمہور وممن قال بھذا ابوبکرؓ وعمرؓ وبلال وابو مسعود البدری وسعید بن المسیب وعلقمۃ والاسود وعطاء ومالک واحمد ابو یوسف واسحاق وابو ثور والمزنی وابن المنذر وداؤد وغیرہم وکذا حکوا عن ابن عباس وابن مسعود وعن اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن الشافعی ومحمدؒ

یعنے کہا امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں جو آٹھ جلدوں میں ایک ضخیم کتاب ہے فن حدیث میں اور کتب خانہ حقانی میں موجود ہے کہ جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے کہ قربانی واجب نہیں اور انکا تمسک چند حدیثوں سے ہے جن کا ذکر باب ما احتج بہ فی عدم وجوبھا بتضحیۃ رسول اللہ

طرف سے بکری کی قربانی کیا کرتے تھے (دیکھئے ل) اور اسی کو کافی سمجھتے تھے پھر اس میں
ں نے تحریک کیا اور زیادتی شروع کر دی۔ بلکہ ایک صحیح حدیث میں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم
نے فرمایا ہے نعمت الاضحیۃ الجذع من الضان ترجمہ اچھی قربانی جذع کی ہے ضان
یعنی ایک برس کا دنبہ یا چھترہ۔ اس حدیث میں نبی اپنے قربانی گائے کی تعریف بیان
ں کی۔ بلکہ دنبہ یا چھترہ کی قربانی کی فضیلت بیان فرمائی ہے پس اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے
ول صلعم کے نزدیک گائے کی قربانی فرض یا واجب ہوتی (جیسا کہ بعض کا خیال ہے) تو
ول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اس کو ضرور کرتے اور اپنی امت پر ترغیب دیتے ہوئے
بی قرار دیتے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کی بجائے گائے قربانی ہوتی
بہشتی دنبہ کی الحال انہ لیس کذالک فثبت ان ذبح البقر لیس بواجب ولیس
فضل من غیرہ۔ مولانا عبدالحی مرحوم لکھنوی نے صفحہ ۳۶۲ مجموعہ فتاوےٰ میں لکھا ہے
اونٹ کی قربانی گائے کی قربانی سے بہتر ہے اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ گائے کی
بانی ترک کرنے میں دین کا کوئی فتور و نقصان نہیں۔ علہ

روز روشن کی طرح معلوم ہے کہ ایام گزشتہ میں [illegible] امیر حبیب اللہ خان مرحوم
والئے کابل جو گورنمنٹ انگریزی کے بڑے خیرخواہ تھے اور جنہوں نے عدد الانگ یورپ
میں انگریزوں کی کمال مدد کی۔ اور مخالفوں کی یورش سے سرحد کو محفوظ رکھا۔ فرشتہ [illegible]
سے موقعہ پر جب دہلی تشریف لائے تھے چونکہ عید البقر کا دن تھا اس لئے بعض [illegible]
نے آپ کے لئے بہت سی گائیں قربانی کے لئے جمع کر دی تھیں۔ آپ کو جب خبر ہوئی۔ تو
آپ نے گائے کی قربانی سے منع فرمایا اور دنبوں۔ چھتروں کی قربانی کو ترجیح دی نہ صرف
ترک قربانی البقر پر اکتفا کی بلکہ ہندو مسلمان کی ہمدردی و اتحاد کو نظر رکھتے ہوئے اور انکی دلآزاری
محسوس کرتے ہوئے بڑے تدبر سے فرمایا کہ میں ہندوستان میں کسی اہل وطن کی دلآزاری

علہ حاشیہ۔ کیونکہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمہ توحید کا دل و زبان
سے اقرار کرنا۔ نماز کو فرض جان کر پڑھنا اور حج کو فرض جان کر ادا کرنا اور زکوٰۃ کو فرض جان کر
دینا ماہ رمضان کے روزے فرض جان کر رکھنا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ وغیرہ میں [illegible]
ہوتے [illegible] مسلمان کو [illegible] ہو سکتا۔ پس ظاہر ہے کہ [illegible]
قربانی اصول اسلام میں داخل ہو [illegible] تو [illegible] ذکر حدیث [illegible]
ہوتا۔ [illegible] ہمارا علم رہنمائی کرتا ہے اس [illegible]

ومفلس ہو پس اگر قربانی واجب ہوتی تو آنحضرت کیوں فرماتے کہ میری قربانی سب کی طرف سے ہے۔ تیسری حدیث جس سے قربانی کا عدم وجوب معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ مائی ام سلمہؓ نے فرمایا کہ جب تم اپنا ذوالحجہ کا دیکھو۔ اور تمہارا قربانی کا ارادہ ہو تو یوم النحر تک بال اور ناخن مت اتارو (ترمذی مسلم ونسائی) اس سے یہی معلوم ہوا کہ قربانی واجب نہیں۔ اگر واجب ہوتی تو آپ یوں فرماتے کہ قربانی ضرور کرو۔ اور دسویں تاریخ تک حجامت مت کراؤ۔ اور جب نہیں فرمایا تو ثابت ہوا کہ قربانی واجب نہیں۔ اسی واسطے حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ قربانی نہیں دیا کرتے تھے تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ قربانی فرض یا واجب ہے اور ایسا ہی ابن عباس اور ابی مسعود اور بلال اور ابن عمرؓ سے منقول ہے (بیہقی) قال ابن حزم لا یصح عن احد من الصحابة انها واجبة وصح انها غير واجبة عن الجمهور۔ قال ابن حجر فی فتح الباری دکانه ترجم بالسنة اشارة الی مخالفة من قال بوجوبها قال الطحاوی ولیس فی الاثار ما يدل علی وجوبها۔ پس آپ غور فرمالیں کہ قربانی کا حکم ہی سرے سے فرض یا واجب نہیں تو کسی کی قربانی نہ کرنے سے گنہگار یا دائرہ اسلام سے خارج کیونکر ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ حدیث مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ آپ عموماً دنبوں کی قربانی دیا کرتے تھے نہ گائے کی۔ اسی واسطے ارسطوئے زماں بقراط دوراں حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب اوستادی ورئیس دہلی مدظلہ العالی نے صدارتی جلسہ مسلم لیگ امرتسر میں یہ لکھا ہے کہ قربانی فرض یا واجب نہیں۔ میں بھی آپ کے ساتھ اس مسئلہ میں متفق ہوں۔ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح ہے پس جبکہ آنحضرتؐ کی عادت شریف دنبہ یا اونٹ کی قربانی کی تھی ہمارے نزدیک آپ کے صحابہ کی بھی یہی عادت تھی کہ بکری یا دنبہ یا اونٹ یا بہتر ہے قربانی کیا کرتے تھے نہ گائے

... عن عطا قال سألت ابا ایوب الانصاری کیف کانت الضحایا فیکم علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم قال کان الرجل فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم یضحی بالشاة عنه وعن اهل بیته فیاکلون ویطعمون ... یتباهی الناس وفی روایة عن ابی ... محجیه قال کان اهل البیت یضحون بالشاة والشاتین (ابن ماجه ونیل الاوطار وحاشیہ صحیح بخاری) ... ابو ایوب انصاریؓ

فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ... [illegible]

[illegible]

اسلام و معاندان اہل اسلام کردہ میشود. تا بواسطہ اتفاق دامن مقصد اصلی را بچنگ
آوریم. فلہذا دریں فرصت نازک اعلیٰ علماء افغانستان صانہا اللہ عن ذل سلطنا ناطوار
الحنفیات بنابر مصلحت وقت میگوئیم کہ مردم مسلمان بلحاظ اینکہ اہل ہنود معاون اہل
اسلام میباشند ذبح گوسفند را بر ذبح گاو در قربانی اختیار کنند. تا الفت قلوب این طائفہ
معاونین اسلام را حاصل کنند. شرعاً بہتر و افضل است و گنہگار ہم نمیشوند. اے مسلمانان
و اہل ہنود و معاونین اسلام بدانید و آگاہ باشید کہ اتحاد و اتفاق ما و شما باید بر سبب
نجات ہمہ ماست. پنبہ غفلت را از گوش خود دور کنید. حق جل ذکرہ ما و معاونان ما را توفیق
رفیق و نعمت اتفاق حاصل کناد. بالنبی و آلہ الامجاد والسلام علی من اتبع الہدیٰ. تحریر ۱۱ ماہ
رجب ۱۳۳۸ مطابق ۲ حمل سنہ ۱۲۹۹ مہر و دستخط جناب فضائل ہمراہ قاضی القضاۃ صاحب و باقی
اہالی محکمہ شرعیہ کابل و علماء میزان التحقیقات شرعیہ و باقی علماء و امام ہا سے مساجد شہر و اطراف
جمیع خدمتگاران و رعایاے صادقہ دولت علیہ مستقلہ افغانستان از حضور ہمایونی ما امر
احکام فرمودہ میشود کہ بقرار فتوے جناب فضیلت مآب قاضی القضاۃ و اہالی محکمہ شرعیہ
علماء مسکونہ دار السلطنت کہ قربانی گوسفند نسبت بقربانی گاو افضل است. لہذا بقرار
فتوے ایشان قربانی کردن گاو از حضور موقوف و متروک فرمودہ شد. زیرا کہ دو فائدہ بملاحظہ
حضور رسیدہ (۱) طوائف اہل ہنود ہندوستان در مسائل مہمہ مسلمانان اخلاص صداے
اتحاد و یکجہتی را بلند کردہ و اظہار ہمدردی را نمودہ اند.
(۲) در امور زراعت و کشت ہندی رعایا از قربانی نمودن گاو ضرر کلی عاید میشود. بنابر
فتوے شرعیہ و لحاظ دو فائدہ فوق ہیچ احدی در قربانی کردن گاو مبادرت و اقدام ننماید

(امیر امان اللہ)

ترجمہ بعد الحمد و الصلوٰۃ ربع مسکون میں رہنے والے مسلمان اور حضرت خیر البشر کے نیاز مند
دین قدیم کے فرزندان سے مخفی نہیں ہے کہ اس زمانہ میں جو قیامت کے قریب کا زمانہ ہے
دین اسلام کے دشمن رات دن ہر وقت بہر لحاظ دین اسلام اور اس کے معتقدوں کے
قلع قمع کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور کرتے ہیں اور ہم مسلمان غفلت کے خواب میں
سوتے ہوئے اور اپنے آپ کو دشمن کے مکر سے محفوظ جانتے رہے کیا پیش آیا کیا واقعہ ہوا کہ
اہل اسلام جو ابتدا سے زمانہ روز بروز ترقی کرتے چلے جاتے تھے اب تنزل کی طرف گذرتا کر دیئے گئے
ہوئے ہیں اس بھری دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس بات کو ثابت کرے اس کے

کے لئے نہیں کیا بلکہ محبت اور پیار کے لئے آیا ہوں اور ساتھ ہی یہ فرمایا ہے

تو برائے وصل کردن آمدی ⁂ نے برائے فصل کردن آمدی

چونکہ ہمسائیوں کے حقوق شرع اسلام میں بہت سے آچکے ہیں اور ضروری اور لازمی سمجھے گئے ہیں افغانستان میں ہندو مسلمان دونوں بھائیوں کی طرح آباد ہیں وہاں عید قربانی پر کوئی فساد نہیں ہوتا کیونکہ وہاں گائے کی قربانی جو معبد جانور ہے نہیں ہوتی) بلکہ دنبہ چھترہ بکرہ کی ہوتی ہے لہذا میں گائے کی قربانی پسند نہیں کرتا انتہے امیر مرحوم کے اس قول و فعل سے ہندو صاحبان بہت خوش ہوئے بلکہ وہ مسلمان جو اسلامی ہمدردی اور ملکی خیرخواہی کو مدنظر رکھتے ہیں اور ملک کی حقیقی ترقی اور بہبودی کے خواہاں و جویاں ہیں وہ بھی امیر مرحوم کے اس قول و فعل کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں اور مرحبا کہتے ہیں چونکہ یہ اتفاق و اتحاد کا تخم جو امیر صاحب مرحوم نے بویا تھا اس کی ابیاری و تحفظ و نشو و نما کی بڑی ضرورت تھی اور وہ انہیں کے وارث و جانشین کے دست مبارک سے ہونی چاہیے تھی لہذا امیر امان اللہ خان صاحب غازی اسلام و نائب خلیفۃ المسلمین فرمانروائے سلطنت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ و شوکتہ نے اس کی ابیاری یوں فرمائی کہ علماء دینیہ افغانستان سے انسداد گاؤکشی کے متعلق ایک فتویٰ شرعی لیکر شائع کر دیا جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں غور سے ملاحظہ اور توجہ سے معائنہ فرمائیں وہو ہذا

بعد الحمد و الصلوٰۃ مسلمانان سکان ربع مسکون و معتقدان دین قدیم مصون حضرت خیر البشر را مخفی نیست کہ در این ایام قریب بیوم قیام اعدائے دین شب و روز ہر لحظہ و ہر لمحہ در قلع و قمع دین و اہل آن کوشیدہ و میکوشند و ما مسلمانان در خواب غفلت غنودہ۔ از مکر دشمن بیخبر خود را ایمن دانستیم آیا چہ پیش شد۔ کہ اہل اسلام در ابتداء روز بروز ترقی بود۔ و سالہا میشود کہ رو بہ تنزل آوردہ۔ ہیچ کسے درین جمع نمیشود پیدا نشد کہ تشخیص سبب آن را کردہ در چارہ آن میکوشید حضرت رب العلمین بر اہل صدر اول اعظم و اجل آلاء خود را کہ عبارت از اتفاق است ثابت نمودہ بطریق منت نزول فرمود کہ ھو الذی ایدک بنصرہ و بالمؤمنین والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم

پس آشکارا گردید کہ ترقیات ایشان را دست۔ مبداء سیدہ و معبدہ اتفاق بود۔ چون در زمان ما بر خلاف آن عمل کردہ بخلاف آن گرفتار شدیم۔ چہ اہدف سہام ہمگنان و انگشت نمائے ہیچ قوت و نسائی نشویم۔ پس لازم و واجب است کہ سبب و جہہ تا ہم تا رفع اختلاف از کل اہل

ان کیے ۔ کوئی مذہبی ہم نہ بنا ئیں کوئی چھوڑ دیجائیں گروہ خود ہو جائیں ، اگر کوئی اس باب میں مجبور کرے تو ایک سو روپیہ جرمانہ کیا جائیگا ۔ تحریر حمل ۱۲۹۹ شمسی ۔

امیر امان اللہ ریاست ۹ جون ۱۹۲۰ء) یہ ہے مراعات خسروانہ کی صرف ایک دفعہ باقی اور بھی بہت سے مراعات امیر صاحب کابل نے ہنود رعایا افغانستان کو عطا کی ہیں سب سے بڑی رعایت یہ ہے کہ اپنی رعایا کو جس میں سنیہ اور مسلمان دونوں شامل ہیں سلف گورنمنٹ ہوم رول عطا کیا ہے ۔ چنانچہ آپنے فرمایا کہ جلال آباد اور غزنی و قندھار میں ہنود سے ایک ایک شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں داخل کئے جاویں ۔ چنانچہ کابل میں انتخاب عمل میں آچکا ہے یہ بھی عالیجناب امیر صاحب ممدوح کے الطاف خسروانہ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے ۔ خصوصاً افغانستان جیسے خالص مذہبی سلطنت میں اس قسم کی مہربانیوں کا ظہور میں آنا اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور اس کے فضل و کرم کا درخشان اور بین ثبوت ہے الحمد للہ فزد علی ہذا القیاس شیخ الاسلام قسطنطنیہ کا فتوے بھی آپ کی پیش نظر ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ گائے کی قربانی کی بجائے دنبہ ۔ بھیڑ بکرہ ۔ چھترہ یا اونٹ کر لیا جائے تو بہتر اور جائز ہے پس اگر قربانی گائے کی فرض یا واجب ہوتی تو علماء افغانستان و شیخ الاسلام قسطنطنیہ و خلیفۃ المسلمین سلطان روم و امیر المومنین و نائب خلیفۃ المسلمین امیر امان اللہ خان صاحب قربانی گائے کی کیوں بند کرتے ۔ تو معلوم ہوا کہ گائے کی قربانی نہ فرض ہے اور نہ واجب ہے ۔ قرآن مجید کی روشن تعلیم نے گائے کی قربانی پر کہیں بھی زور نہیں دیا ۔ دیکھو سورہ حج میں قربانی کے متعلق یوں آیا ہے والبدن جعلنٰها لكم من شعائر الله لكم فيها خير فاذكروا اسم الله عليها صواف ۔ اس آیت میں لفظ والبدن فرمایا جس کے معنے اونٹوں کے ہیں والبدن جمع بدنة وهي الابل (تفسیر جلالین) والبدن جمع بدنة سميت بدنة لعظمها وضخامتها يريد الابل العظام الصحاح الاجسام (معالم التنزيل) كذا قال الائمة اصحاب اللغة والى هذا ذهب الامام الشافعي وغيره من الائمة ۔ غرض کہ اکثر مفسرین و محدثین و ائمہ مجتہدین و ائمہ لغت کا یہی قول ہے کہ بدن اونٹوں کا نام ہے ۔ والله

اتفاق کے لئے کوشش کرنا حضرت رب العلمین نے اہل صدر اول اعظم انصار و اجل اللہ کو جس سے مراد اتفاق ہے عنایت فرمائی اور یہ حکم نازل فرمایا ھو الذی ایدک بنصرہ و بالمومنین و الف بین قلوبہم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم اس اتفاق کا سبب مقصد تبین۔ اس زمانہ میں جب اس کے خلاف عمل کیا گیا تو ہم ایک دوسرے کے برخلاف ہو گئے ایک دوسرے سے پھٹ گئے پھر کیا وجہ ہے کہ غیروں کی ملامت کا نشانہ کیوں نہ بنیں۔ اور بنی نوع انسان کے انگشت نما کیوں نہ ہوں۔ پس لازم و واجب ہے کہ کوشش کریں جد و جہد کریں تاکہ تمام اہل اسلام اور ان کی مدد کرنیوالوں میں سے اختلاف کو اٹھا دیں مخالفت کو دور کر دیں تاکہ اتفاق کے ذریعہ سے ہم مقصد اصلی تک پہنچ سکیں اور دامن مراد کو پکڑ سکیں۔ پس اس نازک وقت میں ہم علماء افغانستان رضا نا اللہ بحفظ سلطانہا عن طوارق الحدثان مصلحت وقت کی بنا پر کہتے ہیں کہ اگر مسلمان اس وجہ سے کہ ہنود اہل اسلام کے معاون و مددگار ہوا کرتے ہیں بکری کی قربانی کی جگہ اس لئے اختیار کر لیں کہ ان مددگاروں کے گروہ کے قلوب میں الفت حاصل ہو جائے تو شرعاً بہتر و افضل بھی ہے اور گنہگار بھی نہ ہونگے۔

اے مسلمانو اور اے ہندوؤ جو اسلام کے مددگار و معاون ہو جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ ہمارا تمہارا ایک دوسرے سے اتفاق ہم سب کی نجات کا باعث ہے غفلت کو چھوڑ دو۔ اور کانوں سے غفلت کی روئی نکال دو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے مددگاروں کو توفیق رفیق و نعمت اتفاق بخشے بالنبی و آلہ۔ لا مجادلۃ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۱۰ رجب ۱۳۲۸ھ

یہ فتوے امیر امان اللہ خان صاحب غازی اسلام اور علماء کابل کا قربانی گاؤ کے خلاف ہے اس کے بعد افغانستان کے ہندو صاحبان نے چند عرض داشتیں امیر صاحب ممدوح کی خدمت عالی میں پیش کیں اس میں سے پانچویں عرضداشت یہ ہے کہ اگر کوئی گائے بیمار ہو جاتی ہے تو ہم اپنے مذہب کے مطابق اس کو ذبح نہیں کرتے بلکہ چھوڑ دیتے ہیں کہ خود مر جائے بعض آدمی دیہاتوں میں ایسی گاؤں کو اپنی حالت پر نہیں چھوڑتے امید ہے کہ ان کو تنبیہ کی جائیگی۔ اس کے جواب میں حکم ہمایونی یہ صادر ہوا کہ حکم دیا جاتا ہے

ابن مسعودؓ کی مستدرک میں ہے اور پانچویں حدیث حاکم کی اور چھٹی حدیث ابن حبان کی ابی مسعودؓ سے ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ گائے کے گوشت میں بیماری ہے اس کو نہ کھانا چاہئے انتہی۔ ماقی حیوۃ الحیوان۔ گائے کے گوشت سے بچنے کی حدیث نہ صرف حیوۃ الحیوان میں ہے بلکہ مسند امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے حاشیہ پر صفحہ ۱۱ پر لکھی ہوئی ہے جس کو شک ہو کتاب نکالکر ملاحظہ فرمالیے یہ کتاب علم حدیث میں بہت اچھی ہے اور امام جلیل الشان کی مسند ہے علی ہذا القیاس۔ موطا امام مالکؒ میں امیر المومنین حضرت عمرؓ کا قول موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ایاکم واللحم یعنے گوشت سے بچو (جس سے مراد گائے کا گوشت ہے) بچو۔ (کیونکہ گائے کے گوشت میں بیماری ہے جیسا کہ حدیث مرفوع میں آیا ہے) لوگ حیران ہونگے کہ ہم نے یہ حدیثیں جس میں گائے کے گوشت سے منع کیا گیا ہے کہاں سے اخذ کی ہیں کہ مسلمان ہو کر اس سے کیوں منع کرتا ہے لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ہماری ان تھک کوشش اور مطالعہ کا نتیجہ ہے علم حدیث ایک وسیع علم اور بحر ذخار ہے غوطہ لگانے سے اور محنت کرنے سے بفضل خدا قیمتی موتی حاصل ہو سکتے ہیں۔ کنارے پر بیٹھے رہنے سے کچھ نہیں ملتا من طلب وجد وجد یعنے جو ڈھونڈہ یا بندہ مثل مشہور ہے جھوٹی حدیث یا غلط مسئلہ بیان کرنے میں جو وعید کتب شرع میں موجود ہے اس کا علم ہم کو بخوبی ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار الحدیث فرمایا رسول مقبول صلعم نے جس شخص نے مجھ پر دیدہ دانستہ افترا باندھا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا۔ لہذا ہم جناب رسول خدا صلعم پر کس طرح بہتان باندھ سکتے ہیں۔ نعوذ باللہ من علم لا ینفع ومن قلب لا یخشع ہمارے پاس اس کا کامل ثبوت ہے چنانچہ پچھلا تو ہم اوپر بحوالہ کتب مذکورہ لکھ چکے ہیں اور ذیل میں مزید اطمینان کے لئے امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب جامع صغیر سے اور اس کی شرح عزیزی مصنفہ شیخ علی بن شیخ عزیزی کی جلد ثانی صفحہ ۱۵ سے عبارت نقل کرتے ہیں۔ امید ہے کہ منصف مزاج وطالب حق کے لئے اسقدر کافی ہوگا اور متعصب اور متشدد کے لئے خیر خواہ کہتے ہیں۔ -

متشددوں کے دفتر کھو لکر دکھلا دیئے جائیں راہ حق وہدایت کی طرف نہیں آتے ہیں

الرحمد بابے حکمت پیش ناداں بنگوئی آیدش بازیچہ درگوش بہر حال جامع صغیر اور اسکی شرح مطبوعہ مصری عبارت نقل کرتے ہیں تا پڑھکر معترضین اپنا بخوبی اطمینان کرلیں وھو ہذا

[illegible] اس کی [illegible] کرتا ہے کیونکہ کہ ہڑا کر کے ذبح کرنا اونٹوں میں ہوتا ہے نہ گائے میں کما یظہر من قولہ تعالیٰ فیم سیلم فہم سیتقم بس ا سبب گائے کو دخل نہیں کرنا چاہیئے۔ دیکھو کتب لغۃ التفسیر [illegible] گائے کی قربانی فرض ہوتی اور گوشت گائے کا کھانا ثواب ہوتا تو آپ [illegible] حدیث میں اس کے کھانے سے منع نہ فرماتے۔ حالانکہ آنحضرت صلعم نے خود گائے کا گوشت بقر سے منع فرمایا جیسا کہ علامہ کمال الدین مرحوم دمیری نے [illegible] جو علماء اہل سنت وجماعت سے گذرے ہیں کتاب حیوٰۃ الحیوان عربی کے [illegible] اول میں (جو [illegible] ہجری میں انہوں نے تصنیف کی ہے) لکھا ہے وفی صحیح [illegible] عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لبن البقر والبانہا شفاء ولحمہا داء [illegible] یعنے [illegible] حدیث میں حضرت عائشہ ام المومنینؓ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ لبن گائے کا اور دودھ اس کا شفا ہے اور گوشت اس کا بیماری ہے [illegible] عن ابن عباس بمعناہ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تم گائے کا گھی کھایا کرو اور دودھ پیا کرو کیونکہ اس میں شفا ہے اور گوشت سے بچو اس میں بیماری ہے۔ وروی الطبرانی عن زہیر عن امرءۃ عن ملیکہ بنت عمرو الزیدیہ قالت اشتکیت وجعا فی حلقی فاتیتہا تعنی ملیکہ فوصفت لی سمن بقر وقالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال البانہا شفاء وسمنہا دواء ولحمہا داء اوردالمرءۃ لا تعرف وبقیۃ رجالہ ثقات یعنے عورت تابعیہ نے کہا کہ میرے حلق میں درد کی شکایت پیدا ہو گئی تو میں ملیکہؓ کے پاس آئی انہوں نے میرے لئے روغن گائے کی تعریف کی اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گائے کا دودھ شفا ہے اور گھی دوا ہے اور گوشت بیماری کا ہے۔ اور [illegible] جو اس حدیث میں مجہول الاسم ہے وہ تابعیہ ہے اور تابعیہ کی جہالت صحت [illegible] میں مضر نہیں ہیں کیونکہ صحابہ اور تابعی خیر القرون میں گذرے ہیں جو [illegible] اور عادل ہیں اور باقی رجال اس حدیث کے ثقہ ہیں۔ چوتھی حدیث

کھایا کرو اس میں بیماری ہے صحیح ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے موضوع اور جھوٹھ نہیں اگر کوئی شخص اس حدیث کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیوے تو ہم اس کی شاگردی کریں گے اور بذریعہ اخبارات اس کا اعلان بھی کرینگے۔ اطبا نے لکھا ہے کہ گائے کا گوشت دیر ہضم اور غلیظ ہے خون سوداوی و امراض سوداوی پیدا کرتا ہے سرطان جو ایک قسم کا مہلک پھوڑا ہے جذام ورم تلی۔ داء الفیل رنیڈ لیولی کا پھولنا۔ خارش۔ داد مالیخولیا۔ خفقان۔ چوتھیہ۔ بخار۔ بہق۔ برص۔ عرق النسا۔ وجع المفاصل۔ ضعف جگر نقرس۔ استسقا دیائی نزلہ یعنے انفلوئنزا و ذات الجنب و آتشک و ضعف دماغ و نزلہ و زکام سستی اعصاب و نامردی وغیرہ اس سے پیدا ہوتے ہیں (دیکھو مخزن الادویہ و قانون شیخ بوعلی و زاد المعاد و محیط اعظم وغیرہ) ہمارے شفاخانہ حقانی امرت سر کٹرہ گھنیا ں میں امراض مذکورہ بالا کے بہت سے مریض دیکھے گئے جو بہ سبب کھانے گوشت گائے کے مختلف امراض میں مبتلا ہیں ہم نے ان کا علاج استفراغ و تنقیہ و تعدیل سوء مزاج وغیرہ سے کیا بعد شراب پیتے ہیں اور شراب اس کو ہضم کرتی ہے۔ مگر جب کہ شرع اسلام میں شراب قطعاً حرام ہے تو گائے کے گوشت سے کیونکر پرہیز نہ ہونا چاہئے لہذا برادران اسلام کو چاہئے کہ بخیال حفظان صحت اور اتباع حدیث نبوی اور ہمدردی و اتفاق وغیرہ کے گائے کے گوشت سے بچیں ورنہ بہت سے امراض میں مبتلا ہونگے یہی وجہ ہے کہ اس کامل نبض شناس و حکیم الامۃ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو روحانی طبیب ہونے کے علاوہ جسمانی امراض کے طبیب بھی تھے) اس کے کھانے سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ خود بھی نہیں کھایا۔ مولانا مولوی عبد الحی صاحب مرحوم حنفی لکھنوی نے مجموعہ فتاوے کے صفحہ ۳۰۶ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے گائے کا گوشت بالخصوص کھانا ثابت نہیں (دوست بدعیہ فعلیہ البیان) ایسا ہی فتاوے عالمگیری میں لکھا ہے ولو اوصی ان یشتری بقرۃ بجمیع مالہ و تضحی بھا عنہ فانہ ثلث ولم تجز الورثۃ فالوصیۃ جایزۃ بالثلث بلا خلاف و یشتری بالثلث شاۃ و تضحی بھا عنہ۔ یعنے اگر کسی نے وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد میرے تمام مال کی

عليكم بالبان البقر فانها ترم (اى تجمع) من الشجر كله (يحتمل ان يكون المراد من شانها ذالك حتى لو كانت نوعا واحدا كان بسم كان فيه النفع ايضا) وهو (اى اللبن او شرب الالبان) دواء من كل داء (بناسبه) (ابن عساكر عن طارق) بالقاف (ابن شهاب) عليكم بالبان البقر فانها ترم من كل الشجر وهو شفاء من كل داء (ليقبل العلاج به) ك عن ابن مسعود عليكم بالبان البقر فانها دواء واسمانها (بالجر) (فانها شفاء) من كل داء وسمن البقر المعز اذا شرب مع العسل نفع من شرب السم القاتل ومن لدغ الحيات والعقارب (واياكم ولحومها) اى احذروا اكلها (فان لحومها داء) ابن السني وابو نعيم ك عن ابن مسعود قلت الشيخ حديث صحيح (عليكم بالبان البقر فانها شفاء وسمنها دواء ولحمها داء) ابن السني ابو نعيم عن صهيب الرومي۔ خلاصہ یہ کہ یہ حدیث جس میں گائے کے گوشت کھانے کی ممانعت اور دودھ اور مکھن کھانے کی اجازت وارد ہے صحیح ہے اب کہاں ہے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی عبد الصمد صاحب سہاس اڈیٹر وکیل اور اڈیٹر صاحب اخبار الفضل۔ اخبار قادیان آفتاب لاہور جو ہم سے کسی زمانہ میں اس حدیث کی صحت کا مطالبہ کرتے تھے وہ شرح جامع صغیر مطبوعہ مصر نکالکر دیکھیں اور اپنی تشفی کر لیں۔ قال الامام السیوطی فی اول الکتاب (ای الجامع الصغیر) ھذا الکتاب اودعت فیه من الکلم النبویة الوفا ومن الحکم المصطفویة صنوفا اقتصرت فیه على الاحادیث الوجیزة ولخصت فیه من معادن الاثر ابریزه وبالغت فیه فی تحریر التخریج فترکت القشر واخذت اللباب وصنته عما تفرد به وضاع او کذاب۔ یعنے امام سیوطی جو بڑا فاضل اور صاحب تصانیف کثیرہ کا گذرا ہے اس نے جامع صغیر کی ابتدا میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات اور احکام کئی ہزار جمع کئے ہیں اور موضوع اور جھوٹی حدیثوں کو اس میں داخل نہیں کیا اور تحریر تخریج میں بہت کوشش کی ہے چھلکا کو میں نے چھوڑ دیا اور مغز کو دست کر بلکہ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے انتہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ حدیث علیکم بالبان البقر واسمانها وایاکم ولحومها فان البانها واسمانها شفاء ولحومها داء یعنے گائے کا دودھ اور مکھن کھایا کرو اس میں شفا ہے اور گوشت مت

اس کا اظہار کریں ضرور ہے۔ قال فی السورۃ الممتحنۃ لا ینھاکم اللہ عن الذین
لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ
یحب المقسطین یعنی منع نہیں کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے کہ نہیں لڑے تم سے بیچ
دین کے اور نہیں نکالا تم کو گھروں سے یہ کہ تم اون سے احسان کرو اور انصاف کرو ان سے
تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔ اب ہم ان لوگوں سے دریافت
کرتے ہیں جو ہندو مسلم اتحاد کے خواہاں نہیں وہ ہم کو بتاویں کہ ہندوستان کے ہندو
وسکھ صاحبان نے ہمیں گھر سے کب نکالا ہے یا ہم سے کب جنگ کیا ہے یا ہمارے
مقامات مقدسہ پر کب قبضہ کیا ہے ہمیں ہرگز نہیں بلکہ ہمیشہ سے دونوں قوموں کا چولی
دامن کا ساتھ رہا ہے شادی و غمی میں شریک رہے ہیں ہمارے پڑوس میں آباد
ہیں صدہا ضروریات دینی و دنیوی ان کے ساتھ وابستہ ہیں وطن ایک ہے ان کا
اور ہمارا خون ایک ہے آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اپنی دیوار کی چھت
بلند کرنی چاہو تو ہمسایہ سے خواہ وہ کسی مذہب کا پیرو کار ہو دریافت کر لو۔ اگر اجازت
دے تو بلند کرو ورنہ مت کرو۔ دیکھئے بانی اسلام صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کو ہمسایوں کی
خاطر و مدارات کس قدر مطلوب تھی کہ جس کا ٹھکانا ہی کوئی نہیں۔ آپکو معلوم ہوگا
کہ شریعت نے ضرورت زمانہ کا بہت لحاظ کیا ہے چنانچہ صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلعم
نے ایسے مشکل شرائط منظور فرمائے کہ جن کو حضرت عمرؓ جیسے مخلص باوفا جانثار
صحابی بے ساختہ زبان سے بول اٹھے لم نعطی الدنیۃ فی دیننا یعنے ہم مسلمان اپنے
دین میں ایسی ذلت کیوں پسند کریں۔ مگر آنحضرت صلعم نے اس بات کی کچھ پرواہ نہ کی
اور ضرورت زمانہ کے مطابق حکمت کے ساتھ مخالفوں کی سب باتیں منظور فرمائیں۔ پھر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک صحابیؓ کے سوال پر فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ کو گرا کر حطیم کو
اس کے اندر شامل کر لینا مناسب نہ سمجھا حالانکہ ایسا کرنا جائز تھا۔ متقدمین فقہاء اسلام
نے عورت مفقود الخبر کی مدت نوے ۹۰ سال مقرر کی تھی۔ مگر اب سر آمد علماء متاخرین نو
محققین حنفیہ مولانا مولوی عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی وغیرہ نے صاف فتوے لکھ دیا

گائیں خرید کرکے قربانی کیجائیں۔ اس کے بعد وہ موصی مرگیا اور وارثوں نے وصیت کو جائز نہ رکھا تو وصیت ثلث میں جائز ہوگی بجائے گائے کے بکری خرید کرکے قربانی کی جائے گی اگرچہ اس وصیت کے اجرا میں اجازت وارثوں کو بھی دخل ہے۔ اگر گوشت اس کا بیماری پیدا کرتا اور قربانی اس کی فرض واجب ہوتی تو موصی کی وصیت کے مطابق تیسرے حصہ مال سے گائے خرید کرکے قربانی کی جاتی مع اندلیس کن الاث حالانکہ ایسا نہیں ہے اور جس حدیث میں گائے کی قربانی میں سات آدمی کے شریک ہونے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے قال الحاکم بعد اخراجہ من طریق اسحاق بن یوذحم تو وجالۃ اسحاق بن الحکمت للحدیث بالصحۃ۔ یعنی اس حدیث کو صحیح کہنا بیجا ہے حدیث صحیح نہیں اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں صرف بیان جواز کے لئے اپنی ازواج مطہرات (امہات المومنین) کی طرف سے ایک دفعہ گائے کی قربانی کرلی جیسا کہ بعض حدیثوں میں آیا ہے (مسلم مشکوٰۃ) تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ بھیڑ بکرہ دنبہ وغیرہ جو ہندوستان میں بافراط دستیاب ہوتے ہیں اور جن سے کی قربانی کو آپ نے افضل بھی فرمایا ہے تو خواہ مخواہ ہمسایہ قوم کی دل آزاری کیوں کی جاوے جن کے حقوق جوار کے متعلق حکیم الامۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی خصوصاً جبکہ ہندو صاحبان نے مسئلہ خلافت میں مسلمانوں کے ساتھ پورا اتفاق و اتحاد ظاہر کیا۔ اور ہڑتال وغیرہ میں مسلمانوں کے ہمراہ رہے اور آئندہ بھی ہر معاملہ میں اظہار یکجہتی وعدہ کر چکے ہیں جیسا کہ جناب گاندھی جی صاحب و سوامی شردھانند جی صاحب وغیرہ جلیل القدر رہنمایان ملک نے بارہا اس کا اظہار کیا ہے اور تحریری و تقریری و حالی و مقالی طور پر حق آشکارا کر چکے ہیں اور مسلمانوں و ہندوؤں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں جن کی ان تھک کوششوں اور کارآمد ریزولیوشنوں سے قوی امید ہے کہ مسئلہ خلافت اسلامیہ ترکیہ بعینہ مسلمانوں کے مطالبات کے مطابق طے ہونگے تو کیا ایسی صورت میں ہمارا فرض نہیں کہ ہم بھی اتحاد و اتفاق کا ہاتھ ان کی طرف بڑھائیں اور ان کے مذہبی جذبات و احساسات کا لحاظ رکھتے ہوئے گاؤکشی کو حلال سمجھ کر چھوڑ دیں اور عملی صورت سے

* اس حدیث کا مدار اسحاق [illegible] پر ہے جو مجروح ہیں

دیکھے تو تعبیر اس کی یہ ہے کہ اس کو مال حلال نصیب ہوگا اور گائے کا گوبر محلل اور جاذب خون
ہے اور زخموں کو اچھا کرنیوالا ہے اگر اس کو جو کے آٹے اور سرکہ میں ملا کر لیپ کیا جاوے
تو خنازیر اور اورام صلب اور پھنسیوں اور مسوں کو یعنی ثولول کو زائل کرتا ہے
اور اگر گوبر کو آب عسل میں ملا کر لیپ کیا جاوے تو داد اور گنج یعنی قوبا اور سعفہ اور
بالچھڑ یعنی داء الثعلب کو مفید ہے اور خشک گوبر کو باریک کر کے زخموں پر لگاویں
تو خون کو بند کرتا ہے اور گرم گوبر کا لیپ ہمراہ آب گندنا کے بہق اور نمش اور سیاہ داد کو
زائل کرتا ہے اور آگ سے جلے ہوئے عضو پر لگانے سے فوراً آرام ہوجاتا ہے آبلہ
نمودار نہیں ہوتے اور اگر بول مادہ گاؤ کو حرمل یا رائی میں جوش دیکر عضو متورم کو
دھوئیں تو اس کا ورم دور ہوجاتا ہے اور سرکی کو اس کے بول میں بھگو کر کانوں میں
ڈالیں تو درد ساکن ہوجاتا ہے اور اگر گوبر تازہ کو سرکہ میں ملا کر سر اور پیشانی پر لیپ
کیا جاوے تو رعاف بند ہوجاتی ہے اور اسیطرح گوبر گاؤ سے پانی نکال کر ناک
میں ڈالنے سے نکسیر کا خون بند ہوجاتا ہے اور اگر آرد باقلا میں گوبر ملا کر لیپ کیا
جاوے تو ورم پستان کو دور کرتا ہے اور بڑا مفید ہے اور بول نرگاؤ کا پینا درد معدہ
بارد و بواسیر خونی و بادی کے لئے مجرب ہے۔ شرع اسلام نے گائے کے بول
اور گوبر کو نجس نہیں کہا کپڑا کو لگ جانے سے بغیر غسل کے نماز جائز ہے دیکھو صحیح بخاری
اور اس کی شرح وغیرہ اور اگر گندہاب اور نطرون کو گوبر اور سرکہ میں ملا کر استسقا یعنی جلودھر
میں پیٹ اور ہاتھ پاؤں پر لیپ لگا کر آفتاب میں مریض کو بٹھائیں تو مرض
مذکور کا نام و نشان نہیں رہتا اور اگر جوان کو ایک سالم بچھڑے کے بول میں تر کریں
اور خشک کر کے باریک کریں اور قدرے قدرے کھایا کریں تو استسقا اور قراقر
و نفخ معدہ و آروغ ترش کو دور کرتا ہے اور اگر گائے کا گوبر پلوٹنے دو ماشہ
ہمراہ سکنجبین ۲ تولہ کے کچھ عرصہ تک کھایا کریں تو انشاءاللہ تعالیٰ طحال خواہ کتنی ہی
بڑی ہو سب نکل جاتی ہے اور اگر سرگین کا لیپ کیا جاوے تو ورم مقعد سے
آرام آجاتا ہے اور گوبر گاؤ کی دھونی کرنے سے بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہے اور زیر

فوائد گوبر و بول گاؤ

کہ مفقود الخبر کی عدت بجائے ۹۰ سال کے صرف چار سال اور چار ماہ دس دن کافی ہے علاوہ ازیں قول امیر المومنین عمرؓ۔ یہ اور اس قسم کے کئی ایک واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت اور زمانہ ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اکابروں کو بھی مجبور کر دیتا ہے جبھی تو مولانا روم علیہ الرحمۃ نے صوفی کو ابن الوقت تعبیر کیا ہے ؎

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق
نیست فردا گفتن از شرط طریق

لہٰذا اس وقت مسلمانوں کو لازم ہے کہ وقت شناسی اور احکام شرع سے کام لیں اور سوچیں کہ ہمارے تعلقات ہندو بھائیوں کے ساتھ گہرے اور وابستہ ہیں کہ کبھی چھوٹ نہیں سکتے لہٰذا ہندو صاحبان کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ارحموا یرحمکم من فی السماء یعنے تم جانوروں پر رحم کرو خداوند کریم تم پر رحم کریگا پر عمل کرتے ہوئے گاؤکشی چھوڑ دیں تو ملک کی بڑی خوشحالی کا باعث ہوگا ؎

میازار موری کہ دانہ کش است
کہ جان دارد و جان شیریں خوش است

آپ دیکھتے نہیں کہ گائے۔ بیل کیسے مفید اور کارآمد جانور ہیں صدہا منافع ان کی ذات میں اللہ تعالےٰ نے ودیعت کر رکھے ہیں۔ علامہ کمال الدینؒ مرحوم دمیری حیٰوۃ الحیوان کے صفحہ ۲۹ ج اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ عرب میں دستور تھا کہ قحط سالی کے زمانہ میں جب استسقاء اور طلب باراں کی ضرورت پڑتی تو گئوں کے اذناب یعنی دمبوں کے ساتھ بڑی بڑی مشعلیں اور جیراں باندھ کر ان کو چھوڑ دیتے تھے اور وہ جنگلوں میں پھرتی تھیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم کر دیتا تھا اور بارش شروع ہو جاتی تھی سبحان اللہ یہ ہے گائے کی برکت جس کا شمار ہی نہیں ہو سکتا قال اللہ تعالےٰ والانعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع۔ (سورہ نحل) اور جس کا لوگ قدر نہیں کرتے گائے ایسی اچھی چیز ہے کہ اگر خواب میں اس کو فربہ دیکھے تو ملک میں خوشحالی ہوگی اور اگر لاغر دیکھیں تو تعبیر یہ ہے کہ ملک میں قحط سالی ہوگی۔ اگر خواب میں گائے کا دودھ

تفید والبدن وتطلق البطن باعتدال وھو من احسن الالبان وافضلہا
من لبن الضان والمعز فی الرقۃ والغلظۃ والدسم۔ یعنی گائے کا دودھ
بکری وغیرہ کے دودھ سے افضل ہے بدن کو فربہ کرتا ہے اور معتدل ہے جس دودھ کے
ایسے فوائد ہیں اس کی قلت کا یہ حال ہے کہ آج کل روپیہ کا تین سیر نہیں
ملتا پچھلے دنوں میں نے ایک مریض کو گائے کے دودھ سے مار الجبن کرانا تھا
مگر تنگی زمانہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ گائے کا دودھ میری خواہش کے مطابق نہ ملا بالآخر
بجائے گائے کے بکری کے دودھ سے کرایا جس سے چندان فائدہ نہ ہوا میں دعوے سے کہتا ہوں
کہ اگر برادران اسلام آج گئو رکھشا پر عملدرآمد شروع کردیں تو خدا کے فضل و
کرم سے بہت ہی خوشحالی ہو جاوے۔ غور کریں کہ گائے بیل ایسا عجیب الخلقت
جانور ہے کہ جس نے زمین کو اٹھایا ہوا ہے چنانچہ تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل
میں لکھا ہے کہ زمین کے نیچے فرشتہ ہے جس نے زمین اور پہاڑوں کو اٹھایا ہے
اور فرشتہ کے نیچے بیل ہے اور بیل کے نیچے پتھر ہے اور پتھر کے نیچے مچھلی ہے
اور مچھلی کے نیچے دریا ہے اور دریا کے نیچے ریح عقیم ہوا ہے والریح علی قدرۃ
اللہ یعنی ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ہے جس سے معلوم ہوا کہ بیل نے زمین کو اٹھایا
ہوا ہے حیث قال وقال الرواۃ لما خلق اللہ الارض وفتقہا بعث من
تحت العرش ملکا الے ان قال فاھبط اللہ علیہ من الفردوس
ثورا الخ ظاہری معنے اس کے یہ ہیں کہ بیل نے زمین کو اٹھایا ہوا ہے۔ یہ مسئلہ ہندو
صاحبان کی کتابوں میں بھی لکھا ہے چنانچہ وید شاستر میں لکھا ہے۔

[illegible]
[illegible]

ترجمہ اگر گائے کا دودھ اس زمین پر نہ ہوتا تو برہما کی سرشٹی کی پیدائش نہ ہوتی
اور زیادتی نہ ہوتی غور کرکے سوچو کہ بیل کے سینگ پر پرتھوی ہے اور گئو کے
دودھ سے دنیا ہے۔ دیکھئے کہ روغن گاؤ کس قدر گران ہو رہا ہے الامان والحفیظ
غضب کا مقام ہے کہ کہاں تو روپیہ کا اڑھائی سیر پختہ ملتا تھا اور یار لوگ
کھاتے پیتے تھے اور تنومند جوان ہوتے تھے اور کہاں وہ اب تین روپیہ فی سیر کے

فوائد شیر گاؤ

ناف لگانے سے اگر بچہ مردہ بھی ہو تو تب پیدا ہی ہو جاتا ہے اور شکم سے باہر آ جاتا ہے
اور روغن گاؤ اور سرگین گاؤ ملا کر لیپ لگانے سے درد نقرس سے آرام
آ جاتا ہے اور سرکہ اور سرگین ملا کر لیپ لگانے سے مکھی اور زنبور کے کاٹنے سے
آرام آ جاتا ہے اور جو شخص بخار کا مریض اپنے بول کو گائے کے بول سے ملا کر ہاتھ
اور پاؤں دھوئے تو بخار جاتا رہتا ہے یہ فعل اس کا خواص ہے اور اگر گوبر اور
مٹی کو ملا کر گھر کا لیپ اور صاف کیا جاوے تو وبا اور ہیضہ اور طاعون وغیرہ نہیں ہوتا
اور ہوا گندی صاف ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں جب سے طاعون
نمودار ہوا ہے گوجر اور زمیندار جن کے گھروں میں گائے ہوتی ہے وہ طاعون اور
انفلوانزا وغیرہ میں مبتلا کم ہوئے اور کم فوت ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ گائے
بڑا مفید اور کار آمد جانور ہے اور اس کا بول عفونت ہوا کی اصلاح کرتا ہے
طاعون اور وبا و ہیضہ زائل ہو جاتا ہے اور آپ دودھ کی طرف تو غور کیجئے کہ اگر
وہ بیماروں کے لئے مفید ہے تو تندرستوں کے لئے غذا ہے اور والدہ کے دودھ کے قائم مقام
ہے اور سریع الہضم ہے نسیان۔ مالیخولیا وسواس کو دور کرتا ہے آنکھوں کی بیماریوں
کے کام آتا ہے مقوی قلب۔ دافع خفقان ہے سل۔ تپ دق میں مفید علاج ہے
مولد منی اور بدن کو فربہ کرتا ہے اور ملین طبع ہے بچوں سے لیکر بوڑھوں تک مفید
ہے اطباء جدید وقدیم اکثر صاحبان اس کے فوائد وخوبیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور
مریضوں کو کھلاتے ہیں۔ شب معراج آنحضرت صلعم کا امتحان لیا گیا یعنے ایک پیالہ
دودھ کا اور دوسرا شراب کا پیالہ آپ کے پیش کیا گیا حضرت صلعم نے اپنی
فراست ودانائی سے دودھ کو پسند کیا اور شراب کو چھوڑ دیا۔ جناب الٰہی کی طرف
سے آواز آئی کہ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر آپ شراب کو پسند کرتے تو آپ کی امت
گمراہ ہو جاتی۔ مگر آپ نے دودھ کو پسند کیا جو واقعی اچھی چیز ہے اور تین چیزوں
سے مرکب ہے وہنیت وجبنیت و مائیت ہے کما قالوا اللبن مرکب من دھنیۃ
وجبنیۃ ومائیۃ۔ امام حافظ ابن قیم زاد المعاد میں شیر گاؤ کے متعلق لکھتے ہیں۔

نے بند کر دیا ہے تو آج تمام مفاسد کا بندوبست ہو سکتا ہے خدا کا شکر ہے کہ ایک وقت تھا جبکہ ہندو مسلم اتحاد و گاؤکشی کا انسداد ایک محال اور ناممکن العمل سمجھا جاتا تھا ہمارے ساتھ مقابلہ کیا جاتا تھا مگر خدا کی شان اور اس کی کبریائی کو دیکھئے کہ وہی لوگ جو اس کو محال اور ناممکن العمل سمجھتے تھے اور اس پر لڑنے جھگڑنے تھے وہ ہی آج اس کے حامی اور مددگار بنے ہوئے ہیں آپ نے اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ پچھلے دنوں حیدرآباد دکن میں جو سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے قربانی گائے کے متعلق جلسہ ہوا جس میں مولوی غلام محمد صاحب و پنڈت کیشو رام صاحب صدر و مولوی محمد اصغر صاحب و محمد عبدالغفار صاحب و جملہ بزرگان قوم و ملک نے جلیانوالہ باغ امرتسر کا واقعہ ہائلہ یاد دلاتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا اور ہندو بھائیوں کی دلجوئی و خوشنودی کے خیال سے قربانی گائے کے چھوڑ دینے پر مدلل تقریریں کیں جو تمام جلسہ نے پسند فرمائیں اور ترک ذبح بقر سب نے منظور کیا اور جلسہ کامیابی سے ختم ہوا (آفتاب ۲۰ مئی ۱۹۲۰ء) علیٰ ہذا القیاس امرتسر و دیگر بلاد ہند میں سب جگہ انسداد گاؤکشی کے جلسے ہوئے اور سب نے اس کو تسلیم کیا اور ترک ذبح بقر پر عمل درآمد شروع کرنے کا وعدہ کیا۔ لہٰذا امید ہے کہ آہستہ آہستہ تمام ہندوستان سے نہ قانونی طور پر بلکہ فوائد ملکی کو مدنظر رکھتے ہوئے ذبح بقر چھوڑ دیا جائیگا جو ہو المرام چنانچہ عالیجناب حضور نظام دکن نے بھی انہیں فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے قلمرو دکن میں گاؤکشی کی ممانعت کر دی ہے خواص و عام کی آگاہی کے لئے درج رسالہ کیا جاتا ہے

چونکہ بقرعید کا زمانہ بہت قریب ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ بذریعہ جریدہ معمولی اس امر کا اعلان ممالک محروسہ سرکار عالی میں کرا دیا جاوے کہ آئندہ سے بجز بھیڑ و بکری کے گائے یا اونٹ کی قربانی نہ کیجائے بلکہ اس کو ممنوع قرار دیا جائے نہ اس وجہ سے کہ ہمارے مذہب میں ناجائز ہے بلکہ اس خیال سے کہ ان ہر دو جانوروں کا گوشت مزیداً نہیں ہوتا ہے اور آج کل گرانی کی وجہ سے اس کی قیمت بہت گراں ہے لہٰذا مناسب ہوگا کہ قبل از قبل اس کا انتظام فوری عمل میں آئے تاکہ بروقت تعویق سے کوئی ہرج کار نہ ہو مشرح دستخط مبارک اعلیٰحضرت بندگان عالی مدظلہ العالی یہ اعلان ہر جگہ اطمینان کے ساتھ دیکھا جائیگا۔ عموماً اخبارات میں یہ اعلان شائع ہو چکا ہے

حاشیہ اونٹ [illegible] کیونکہ اونٹ کی قربانی

[illegible]

حساب سے ملتا ہے وہ بھی خالص نہیں بلکہ مصنوعی روغن گھی میں چربی وغیرہ ہوتی ہے بازاروں میں بکتا ہے مبتلا ہے کہ ملک تباہ اور ویران نہ ہو تو اور کیا ہو بچے کمزور اور ناتوان نہ ہوں تو اور کیا ہوں کیونکہ جیسے دودھ اور گھی گران ہو رہا ہے تب سے ہندوستان کے باشندے بہت کمزور ہو رہے ہیں اگر چند سال یہی حالت رہی تو بموجب مصرعہ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا بچے بہت نحیف اور کمزور پیدا ہونگے جن ملکوں میں گاؤکشی کم ہے یا بالکل نہیں جیسے افغانستان و ایران و روم و عرب و جاپان وغیرہ وہاں کے لوگ بہت ہی خوشحال اور مضبوط و قوی ہیکل ہوتے ہیں اس لئے کہ وہاں دودھ اور گھی کا یہ حال نہیں جو ہندوستان میں ہے یہ تمام خرابی اس کی بدولت ہے جو آپ اپنے ہاتھوں سے کر رہے ہیں اگر مان لیا جائے کہ روغن اس لئے گران ہے کہ ریلوں کے ذریعہ باہر چلا جاتا ہے مگر آپ دودھ میں کیا کہیں گے یہ تو باہر بھی نہیں جاتا یہ کیوں گراں ہے پس ظاہر بات ہے کہ اول تو چراگاہیں کم ہیں چارہ کی کمی افزائش نسل نہیں ہونے دیتیں اور جو بچھڑے بچھڑیاں پیدا ہوتی ہیں کمی چارہ کی وجہ سے ٹھیک طور پر نشو ونما نہیں پاتیں عموماً خورد سالی میں ہی مر جاتے ہیں جیسا کہ گوجروں کے ہاں دیکھا جاتا ہے کہ بڑی بے رحمی سے بچوں کو ضائع کر دیتے ہیں اور جو ایک آدھ بچ رہتا ہے وہ ذبح کر دیا جاتا ہے غور فرمائیے کہ گرانی کیوں نہ ہو آبادی بڑھ رہی ہے ویران زمینیں خوب آباد ہو رہی ہیں اور گوشت خوروں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے. کیونکہ مسلمانوں کے علاوہ انگریز عام طور پر کھاتے ہیں بنا بریں اس کا آمد جانوروں میں ہر طرف سے گھاٹا پڑ رہا ہے جس گائے بیل کی قیمت گذشتہ زمانہ میں دس بیس روپیہ تھی آج اس کی قیمت دو سو روپیہ سے بھی زائد ہے. پس میرے پیارے دوستو اور ہم وطنو اس کا انتظام آپ کے ہاتھوں میں ہے اگر آپ چاہیں تو آج ہو سکتا ہے وہ یوں کہ تمام مسلمان بھائی باوجود حلال سمجھنے کے گائے کو ذبح کرنا کم از کم گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں اور بوچڑوں کے یہاں گائے بیل کا بیع و فروخت کرنا بند کر دیں جس طرح امیر امان اللہ خان صاحب والئے سلطنت کابل نے کیا ہے اور ہندوؤں کو بھی لازم ہے کہ وہ بھی بوچڑوں کے یہاں گائے بیل کو بیچنا بند کر دیں

میں عظیم الشان سلطنت مغلیہ کی بنیاد ڈالی۔ اور جس نے اسلام کی بنیادیں سرزمین ہند میں محکم و استوار کیں اگر اس بات کا کوئی ثبوت درکار تھا کہ اسلام دیگر مذاہب سے رواداری اور بے تعصبی کی تلقین کرتا ہے تو اس جلیل القدر بادشاہ کا یہ فرمان اس کے لئے کافی ہے اس میں تاجداروں اور حکمرانوں کے لئے یہ سبق موجود ہے کہ

(ل) ایک حکمران کو رعایا کے مذہبی جذبات کا پورا احترام کرنا چاہیئے۔

(ب) اسے اپنے دل کو مذہبی تعصبات سے بالکل پاک رکھنا چاہیئے۔

(ج) انصاف و عدالت کو کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔

(د) رعایا کی عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔

(ہ) حکومت کے اجزائے متفرقہ کو اربعہ عناصر کی مانند مرتب کرنا چاہیئے کہ صرف یہی صورت امراض حکومت سے محفوظ رہنے کی ہے۔

مسلمان بادشاہ کے اس فرمان میں راعی اور رعایا دونوں کے لئے سبق موجود ہے حالات حاضرہ میں اس کی اہمیت بالکل عیاں ہے اور ہم کو امید ہے کہ وہ بہت سی گتھیوں کے سلجھانے میں ممد ثابت ہوگا۔ اور ہندو مسلم اتحاد میں کارگر ثابت ہوگا آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ نہ صرف ظہیر الدین بابر بادشاہ ہند نے گاؤکشی کی ممانعت کی تھی بلکہ اور بھی بادشاہان ہندوستان نے بخیال قلت ارزانی و ضرورت شیر و دودھ کے گئو رکھشا کا حکم نافذ فرمایا اس سے ان کی کمال دور اندیشی و فہم و فراست کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ دودھ اور مکھن کی ملک کو بڑی ضرورت ہے الغرض جب کہ امریکہ جیسے ملک کو پانچ ارب من دودھ کی ضرورت ہے تو بلحاظ ہندوستان کو کس قدر ہوگی۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ (امریکہ) کے پبلک سکولوں میں ایک خاص تجربہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ملک کے بچوں کی پرورش ٹھیک ہو رہی ہے یا نہیں۔ یہ تجربہ اور معائنہ چودہ ہزار لڑکوں پر کیا گیا۔ اور نتیجہ نکالا گیا کہ ۳۳ فیصدی بچے کمی خوراک کی وجہ سے کمزور اور کم عقل ہیں۔

اس امر واقعہ کو لیکر ایک امریکن نے بڑا زبردست سبب بتایا ہے کہ ہمارے بچوں کو خوراک کم ملتی ہے اور اس کا جواب وہ خود دیتے ہیں کیونکہ ہمارے ملک (امریکہ) میں بچوں کو کافی آبحیات نہیں ملتا۔ اس امریکن قریب بریڈ نے

چونکہ گائے ایک مفید و بابرکت جانور ہے اور اس کی حفاظت از بس ضروری ہے لہذا ذیل میں

ظہیر الدین بابر بادشاہ کا فرمان

قربانی گاؤ اور ہندو منادر و معابد کے متعلق درج کیا جاتا ہے

ایسے زمانہ میں جبکہ قربانی گاؤ کو مسلمانوں نے ترک کر دیا ہے اور مواشی کشی اور بالخصوص گاؤکشی کے خلاف عام طور پر ہندو اور مسلمان مشترکہ سعی و جہد سے کام لے رہے ہیں یہ دیکھنا دلچسپی کا موجب ہوگا کہ مسلمان شاہان قدیم جن کو اپنی رعایا کی دلجوئی و ہمدردی بڑی منظور تھی وہ اس بارہ میں کیا رویہ رکھتے تھے چنانچہ ظہیر الدین بابر بادشاہ صاحب غازی کا فرمان شہزادہ نور الدین صاحب ہمایون (طولِ عمرہ) کے نام یہ ہے غور سے پڑہیں

اے فرزند! حکومت ہند مختلف مذاہب پر مشتمل ہے الحمد للہ کہ اس نے اس سلطنت کی حکمرانی تمہیں سونپی ہے تم کو چاہیے کہ اپنے لوح دل کو تمام مذہبی تعصبات کی آلائشوں سے پاک و صاف رکھو۔ اور ہر ایک مذہب کے اصولوں کے مطابق انصاف کرو۔ تم کو خاص طور پر گاؤکشی سے پرہیز کرنا چاہیے کہ اہل ہند کے تسخیر قلوب کا یہی ایک طریقہ ہے۔ رعایائے ہند کو شاہی الطاف و اکرام سے رام کر لو۔ دیگر مذاہب کے مندروں اور عبادت گاہوں کو جو شاہی اقتدار میں ہوں خراب نہ کرو۔ انصاف اور عدالت کا ایسا طریقہ اختیار کرو۔ کہ راعی و رعایا دونوں ایک دوسرے سے خوش رہیں۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کا فرض شمشیر ظلم کے بجائے مہربانی کی تلوار سے بہتر طور پر انجام دیا جا سکیگا۔ شیعہ سنی کے جھگڑوں کو نظر انداز کر دو۔ کہ اس سے اسلام کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے مختلف طبائع کی ترتیب و تنظیم اربعہ عناصر کی طرح عمل میں آنی چاہیے۔ تاکہ سلطنت کا جسم مختلف امراض سے محفوظ رہے۔ امور سلطنت میں امیر تیمور صاحبقران گورگان کے تمام حالات کو اپنا رہنما بناؤ۔ یکم جمادی الاول ۹۳۵ھ۔

پرتگالی اور ولندیزی تاجروں کی طرف سے جنہوں نے ہندوستان میں

ہوتا جاتا ہے جس کا تدارک ضرور کرنا چاہیئے اور غفلت کو دور کرتے ہوئے ہشیاری سے کام کرنا چاہیئے ۔ چہ نیکو متاعیست کار آگہی ۔ کزیں نقد عالم تہی دانتی

زعالم کسے سر بر آرد بلند ۔ کہ در کار عالم بود ہوشمند

بہ بازی نہ پیماید این راہ را ۔ نگہدارد از دزد ہنگاہ را

چند دن گذرے کہ دفتر اخبار اہل السنت والجماعت امرتسر سے رسالہ ایقاظ البشر لاضحیۃ البقر مصنفہ مولوی محمد شمویل صاحب عظیم آبادی پونچا جس کے اخیر میں مولوی ابراہیم صاحب بہاری اور مولوی محمد اسحاق صاحب وغیرہ کے تائیدی دستخط ثبت ہیں اس میں گائے کی قربانی باتفاق علماء واجب بتلائے ہے اور اس پر بڑا زور دیتے ہوئے اس کے کھانے کی بڑی تاکید کی ہے اسی طرح ایک رسالہ مسمی تجلیہ فخری مولوی فخر الدین صاحب سجادہ نشین فخر المنازل موضع ارنڈل سیلا پور مدراس کا لکھا ہے اسکو بھی ہم نے دیکھا ہے اس میں مولوی عبدالباری صاحب وغیرہ کی تردید لکھی ہے اور گائے کی قربانی پر زور دیا ہے اسی طرح اور بھی بعض خوشلدی لوگوں کے رسالے شایع ہوئے ہیں جن میں بھوت اٹھانے والی تقریریں اور ذبح البقر کے کمزور دلائل لکھے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مولف رسالہ مذکور نے کسی شرعی دلیل سے قربانی گائے کا وجوب ثابت نہیں کیا اور جو لکھا ہے اس کا جواب ہم اوپر دے چکے ہیں البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے مہمانوں کو بچھڑے کا گوشت بھونکر پیش کیا (سورہ ہود) تو معلوم ہوا کہ گائے کے گوشت میں کوئی بیماری نہیں اور قربانی اس کی واجب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل قصہ یوں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جو نافرمانی اور افعال قبیحہ کے مرتکب تھے اللہ تعالیٰ کے فرشتے بصورت انسان عذاب لیکر اترے۔ اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر (جو حضرت لوط علیہ السلام کے رشتہ دار تھے) تشریف لائے اور وہ فرشتے حضرت جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل وغیرہ تھے تو چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ بڑے مہمان نواز تھے آپ لیک علیک سلیک کے فوراً گھر تشریف لیگئے اور کھانے کے لئے دریافت کیا تو گھر میں اسوقت کچھ نہ ملا اور مہمان نوازی ضرور کرنی تھی۔ اور آپ اکثر گئووں کو پالا کرتے تھے اور گئو رکھشا کے بڑے حامی تھے

دودھ کو آب حیات کے نام سے پکارا ہے اور پھر لکھا ہے کہ صرف شکاگو میں ساڑھے چھ لاکھ سیر دودھ خرچ ہوتا ہے حالانکہ شکاگو کو پندرہ لاکھ سیر دودھ کی ضرورت ہے اس لئے امیر لوگ تو دودھ مہنگا سستا لے جاتے ہیں لیکن غریبوں کو نہیں ملتا۔ بریڈن صاحب پھر لکھتے ہیں کہ اچھے اور اصلی دودھ کی جتنی ضرورت بچوں کی پرورش کے لئے ہے اتنی اور کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بچوں اور نوجوانوں کی قدرتی اور اصلی خوراک ہے یہ پوری اور خالص خوراک ہے درحقیقت خالص اور مکمل خوراک یہی ہے یہ کل وہ اجزا جن کی ایک بچے کو اور ایک نوجوان کو ضرورت ہوتی ہے اپنے اندر رکھتی ہے ۔

ناکافی دودھ ایک ایسی برائی ہے جس سے بڑھ کر قوم کو غارت کرنیوالی اور کوئی برائی نہیں دودھ کے کافی نہ ملنے کیوجہ سے بچوں کو دوسری مصنوعی خوراکیں دی جاتی ہیں جس سے بیماریاں پیدا ہو کر بڑھتی ہیں اور ملک اور قوم کو نقصان پہنچاتی ہیں بدقسمتی سے ہمارے ملک (امریکہ) میں دودھ کی بہت قلت ہے محکمہ زراعت اضلاع متحدہ امریکہ نیویارک کے شمار و اعداد سے پتہ چلتا ہے کہ ڈیری کی دو کروڑ بتیس لاکھ گائیں قریباً بیس کروڑ من دودھ یا آب حیات پیدا کرتی ہیں جب کہ امریکہ کے لوگوں کے لئے پانچ ارب من دودھ کی ضرورت ہے ۔ یہ ہے امریکہ کے ایک عیسائی کا قول جو سوچنے کے قابل ہے امریکہ جہاں اتنی گائیں ہیں اور آبادی تھوڑی ہے اُس جگہ بھی باوجود بیس کروڑ من دودھ ہونے کی قلت سختی سے محسوس کی جا رہی ہے اور شاید اسی لئے امریکہ والے ہندوستان سے برابر گائیں خریدتے چلے جا رہے ہیں لیکن ہندوستانیوں کی طرف دیکھو جن کو دودھ تو ایک طرف اُن میں سے اکثر کو روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی کہا جاتا ہے کہ ہند میں چونکہ بچے زیادہ پیدا ہوتے ہیں اس لئے مرتے ہیں اس لئے مرتے بھی زیادہ ہیں لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ بچے اس لئے مر جاتے ہیں کہ نہ تو اُن کی ماؤں کی چھاتیوں میں ان کے لئے کافی دودھ ہوتا ہے اور نہ گایوں کا دودھ ہی انکو ملتا ہے اہل ہند کی نسل روز بروز کیوں کمزور ہو رہی ہے وہ پہلے سے قد آور جسیم تنومند لوگ کیوں کم ہوتے جا رہے ہیں محض اس لئے کہ آبحیات کا چشمہ خشک

وہ کودتا ہوا اپنی والدہ کے پاس چلا گیا ان تمام روایات معتبرہ سے جیسے یہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بچھڑے کے ذبح کرنے پر افسوس ظاہر کیا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کی کرامت و نبوت کی برکت سے اور فرشتوں کے معجزہ سے بچھڑہ بھوتا ہوا زندہ کردیا ویسے یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے گائے کا گوشت نہیں کھایا اگر کوئی اور چیز پکی ہوئی ہوتی تو ممکن تھا کہ متشکل بہ متشکل انسان ہونے کی وجہ سے اور لوازمات بشریہ لاحق ہونے کے سبب سے کھالیتے جیسا ہاروت وماروت سے ظاہر ہوا یا حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرشتہ متشکل بصورت انسان کو طمانچہ مارا اور اس کا ڈھیلہ نکل گیا۔ کما جاء فی حدیث صحیح۔ اسی طرح ان فرشتوں سے بھی غذا کا کھانا ممکن تھا مگر چونکہ گائے کا گوشت پکا ہوا تھا جو مختلف امراض کا موجب ہے اور کچا نا کھانیکا اُن کو حکم نہیں تھا صرف عذاب کے لئے بھیجے گئے تھے اس لئے انہوں نے گوشت نہ کھایا۔ بہت سے لوگ ہم پر یہی اعتراض کرتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں گائے کے ذبح کرنیکا قصہ مذکور ہے تو آپ کیوں گائے کے گوشت اور ذبح گائے کے مخالف ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے جس سے عام طور پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ علمائے اسلام نے لکھا ہے الواقعۃ لا عموم لہا یعنی واقعہ خاصہ کے لئے کوئی عموم نہیں ہوتا اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسےٰؑ کی قوم (بنی اسرائیل) میں ایک شخص مالدار تھا اس کے چچا زادہ یا برادر زادہ نے جو وہی اس کا وارث تھا اس کو قتل کرڈالا لغرض حصول المال و طمع الدنیا پھر حضرت موسےٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اہل محلہ پر خون مقتول کا دعوےٰ کیا اور اُن سے دیت کا مطالبہ کیا حضرت موسےٰؑ نے بحکم قسامہ اور پکڑنے سوگند اہل محلہ میں توقف کیا اور جناب باریتعالیٰ کی بارگاہ میں انکشاف حقیقت نفس الامری کا سوال کیا اللہ تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی اور ارشاد دیا کہ آپ بنی اسرائیل کو کہدیں کہ کسی گائے کو لیکر ذبح کردیں اور اس کا کوئی ٹکڑہ مقتول کے جسم کو لگادیں مقتول زندہ ہوکر خود ہی شہادت دیدیگا کہ فلاں شخص نے مجھ کو

اور انکی پرورش کیا کرتے تھے جب کوئی اور چیز گھر میں کھانے کے لئے نہ ملی - تو لاچار ایک بچھڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کر مہمانوں کے آگے رکھدیا چونکہ وہ خدا کے فرشتے تھے انسانوں کی صورت میں نازل ہوئے تھے انہوں نے گوشت نہ کھایا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خوف کیا کہ مبادا یہ لوگ شاید چور یا قطاع الطریق نہ ہوں یا اور کوئی شرارت نہ پھیلائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم فرشتے ہیں قوم لوط کے عذاب کے لئے نازل ہوئے ہیں تب اپنے بڑا افسوس اور رنج ظاہر کیا کہ ناحق اس بچھڑہ کو ذبح بھی کیا اور مہمانوں نے بھی نہ کھایا تب جبرئیل نے اللہ تعالے کے حکم سے اپنا ہاتھ یا بازو بچھڑے بھنے ہوئے پر لگایا تو وہ زندہ ہوکر اپنی والدہ کے ساتھ جاملا (دیکھو کتب تفاسیر اہلسنت ۔ بحاشیہ تفسیر ابوالسعود صفحہ ۲۷ جو تفسیر کبیر پر چھپی ہوئی ہے اور تفسیر مدارک جو خازن پر چھپی ہوئی وحیوۃ الحیوان صفحہ ۲۱۶ اور تفسیر حسینی صفحہ ...) ابراہیم علیہ السلام فرمود چرا پیشتر نگفتید تا من این گوسالہ را نہ کشتم و از مادر جدا نہ کردم ۔ جبرئیل علیہ السلام پر مبارک خویش بر آن گوسالہ بریان مالید گوسالہ زندہ شد و برجست و فریاد کناں روئے بجانب مادر نہاد ۔ یعنے جب مہمانوں نے گوشت نہ کھایا تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ آپنے پہلے مجھ کو کیوں نہ کہا تا میں اس کو ذبح نہ کرتا اور اس کی ماں سے جدا نہ کرتا ۔ جبرائیل نے اپنا پر اس گوسالہ بریاں پر لگایا تو وہ بچھڑا زندہ ہوگیا اور شور کرتا ہوا اپنی ماں کے پاس چلا گیا ۔ اسیطرح تفسیر کبیر ج ۵ کے صفحہ ... پر لکھا ہے الخامس ان الملائکۃ لما اخبروا ابراہیم علیہ السلام انہم من الملائکۃ لا من البشر وانہم انما جاؤا لاہلاک قوم لوط ۔ طالب ابراہیم علیہ السلام منہم معجزۃ دالۃ علے انہم من الملائکۃ فدعوا ربہم باحیاء العجل المشوی فطفر ذالک العجل المشوی من الموضع الذی کان موضوعا فیہ الی مرعاہ وکانت امرأۃ ابراہیم علیہ السلام قائمۃ فضحکت لما رات ۔ العجل المشوی قد طفر من موضعہ یعنے جب فرشتوں نے خبر دی کہ ہم بشر نہیں بلکہ اللہ تعالے کے فرشتے ہیں جو قوم لوط کے لئے عذاب لیکر آئے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انسے معجزہ مانگا تب انہوں نے اللہ تعالے کے حکم سے بچھڑے بھونے ہوئے کو زندہ کردیا اور

بچھڑے بریان کا زندہ ہونا

کہ جب کوئی شخص مار ڈالا جاوے تو گائے کا ٹکڑا مقتول کو لگا دینا چاہئے جس سے مقتول زندہ ہو کر خود ہی شہادت دیدیگا بلکہ شہادت اور قسامہ پر دارومدار رکھا ہے اور فرمایا البینۃ للمدعی والیمین علی من انکر۔ یعنے مدعی کے ذمہ بینہ ہے اور قسم منکر پر ہے لہذا اس واقعہ سے نہ تو گائے کے گوشت کے کھانے پر یا نہ کھانے پر اور نہ ہی اس کی قربانی یا عدم قربانی پر روشنی پڑتی ہے بلکہ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ گائے کی اصل خلقت کھیتی باڑی کے لئے ہے دوسری غرض کے لئے نہیں ہے چنانچہ حدیث میں ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الصبح ثم اقبل علی الناس فقال بینا رجل یسوق بقرۃ اذ رکبہا فضربہا فقالت انا لم نخلق لہذا انما خلقنا للحرث فقال الناس سبحان اللہ بقرۃ تتکلم قال فانی اومن بہذا انا وابوبکر وعمر وما ہما ثم یہ حدیث صحیح بخاری کے ص۳۱۲ و ص۴۹۲ و ص۵۱۶ پر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھانے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ایک آدمی گائے کو چلا رہا تھا کہ ناگاہ اس پر سوار ہو گیا تو گائے نے زبان مقال سے کہا کہ اے شخص ہم اسواری کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہم تو کھیتی باڑی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں (یعنے مجھ سے اتر جا) یہ بات سن کر لوگوں نے کہا سبحان اللہ کیا گائے بھی کلام کر سکتی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا بیشک گائے کلام کر سکتی ہے اس پر میں ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر و عمرؓ بھی یقین رکھتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہاں پر ابوبکر صدیق اور عمرؓ موجود نہ تھے۔ اس صحیح حدیث سے بالکل ظاہر ہے کہ گائے بیل کھیتی باڑی اور زراعت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں نہ کسی اور مقصد کے لئے حافظ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں استدل بہ علی ان الدواب لا تستعمل الا فیما جرت العادۃ باستعمالہا فیہ۔ یعنے اس حدیث سے اس مسئلہ پر دلیل لائی جاتی ہے کہ چارپاؤں کو انہیں کاموں میں استعمال کرنا چاہئے کہ جن کے استعمال کرنے کی اس میں عادت ہو جیسا کہ گائے بیل کو کھیتی باڑی اور مقصد زراعت کے لئے استعمال

قتل کیا ہے الغرض بنی اسرائیل نے بعد چند سوالات و تعیین گائے کے گائے یکہ ذبح کی اور اس کا ایک ٹکڑہ زبان یا دم یا کوئی اور عضو مردہ کو لگایا وہ مقتول فوراً زندہ ہوگیا اور اس کی گردن سے خون جاری تھا اور کہنے لگا کہ مجھ کو میرے چچا زاد یا برادر زادہ نے قتل کیا ہے پھر اس وقت فوت ہوگیا حضرت موسیٰ نے حکم دیا کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوسکتا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ گائے مذبوحہ کے ٹکڑہ لگانے سے اللہ تعالےٰ نے کیوں زندہ کیا گائے زندہ سے یا خود بجز اپنے حکم سے کیوں مقتول کو زندہ نکر ڈالا اور مذبوحہ سے مقتول کو یعنی مردہ سے مردہ کو کیوں زندہ کیا تو جواب اس کا یوں سمجھنا چاہئے کہ گائے بیل کو کھیتی باری اور آب پاشی کے ساتھ احیاء زمین و نباتات کے کاروبار میں دخل پورا ہے اور اسی جانور پر سب کی زندگی موقوف ہے اور زمین سے اصل پیدائش انسان کی ہے اور نباتات اور درخت وغیرہ اصل غذا انسان کی ہے لہذا گائے کو مردہ شخص کے زندہ کرنے میں زیادہ خصوصیت ہو یہی وجہ ہے اور یہ بھی نکتہ ہے اس کی تخصیص میں۔ اور جب گائے مردہ سے انسان مردہ زندہ ہوگیا تو گائے بیل زندہ سے مخلوقات کیوں آباد اور زندہ نہ ہوگی اور چونکہ مردہ سے مردہ کو زندہ کرنے میں بہ نسبت زندہ سے مردہ کو زندہ کرنے سے قدرت الٰہی کا عجوبہ زیادہ ظاہر ہونا تھا لہذا مذبوحہ گائے سے مقتول انسان کو زندہ کیا اور منکرین قیامت کو بطور مثال و مشاہدہ کے سمجھا دیا کہ اللہ تعالےٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کرسکتا ہے ولا استحالۃ فیہ علاوہ بریں اللہ تعالےٰ نے اس شخص کو جس نے اپنی والدہ کی کمال خدمت کی تھی اس کو دنیا میں بھی بدلا اور فائدہ پہنچایا تھا لہذا وہ گائے اس شخص سے خریدنیکا حکم دیا اور مالک گائے کو سمجھا دیا کہ بنی اسرائیل تمہارے پاس گائے خریدنے کے لئے آئینگے تم قیمت زیادہ طلب کرنا چنانچہ مالک گائے نے کھال بھر کر سونا اس کی قیمت لگایا۔ بہرحال کچھ بھی ہو یہ ایک خاص واقعہ بنی اسرائیل کا یعنی قوم یہود کا ہے جس کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے مگر شریع اسلام نے اس پر کوئی خاص یا عام حکم نہیں لگایا اور نہ ہی اس سے قتل کے ثبوت میں یہ حکم دیا ہے

گر امید نہیں کہ مخالفین گئو رکھشا حامیین گئو رکھشا کے ساتھ مباحثہ کر سکیں اس لئے کہ ملک کو گئو رکھشا کی بڑی ضرورت ہے اسی واسطے ۱۵ اپریل سنہ کو پٹنہ میں لعبدارت مسز آسوتوش مکرجی قایم مقام چیف جسٹس کلکتہ ہائی کورٹ گائے کانفرنس کا جلسہ منعقد ہوا۔ مسٹر مظہر الحق صاحب نے بحیثیت صدر استقبالیہ کمیٹی کے دوران تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ مسلمان علماء اور دیگر بزرگوں نے اپنی جماعت سے سفارش کی ہی کہ بعجہ اتحاد ہند و مسلم دربارۂ مسئلہ خلافت گاؤکشی سے پرہیز کریں مسلمان ہندوؤں کے ساتھ تا دم مرگ محبت ہیں گے اگر اُن کے ساتھ محبت اور انسانیت کا برتاؤ رہا۔ لیکن مجھے آپ نہایت خلوص کے ساتھ بتا دینا چاہیئے کہ اس تحریک کی کامیابی بالکل ہندوؤں پر منحصر ہے کسی طاقت کا استعمال یا اس کی نمائش اس سکیم کو بالکل برباد کر دیگی مسز آسوتوش نے صدارتی ایڈریس میں زور دیا کہ یہہ مسئلہ نہ سیاسی ہے اور نہ ہی مذہبی۔ بالکل اقتصادی ہے اور مسلمان اور عیسائیوں سے اسمیں شرکت کی اپیل کی۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن اس میں پاس ہوئے۔ (۱) گورنمنٹ مہربانی سے ایسی کارروائی کرے جس سے ہر ایک بڑے شہر میں صوبہ کی آمدنی یا لوکل فنڈ سے گئوؤں کے لئے چراگاہیں مخصوص کیجائیں۔

(۲) زمیندار اور کاشتکار بھی جہاں تک ممکن ہو اس مطلب کے لئے زمینیں مخصوص کرنے کا انتظام کریں۔ جو لوگ دیہات کے صحیح حالات سے واقف ہیں وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ چراگاہوں کی کمی سے گئوؤں کی نسل پر اور اس سلسلہ میں ملک کے اندر دودھ اور گھی کی بہم رسانی پر کتنا مضر اثر پڑا ہے کسی زمانہ میں ہر ایک گاؤں کے قریب اس قسم کی چراگاہیں موجود ہوتی تھیں اور انہیں کی وجہ سے گئوؤں کی پرورش ہوا کرتی تھی اگر اب بھی صوبہ کی گورنمنٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ اس قسم کی مفت چراگاہیں مہیا کرنے کا انتظام کریں تو ملک میں از سر نو دودھ اور گھی کی افراط ہو سکتی ہے اخیر ریزولیوشنوں میں جناب صدر واحب مسلم لیگ کا بھی شکریہ ادا کیا گیا اور بڑی کامیابی سے جلسہ ختم ہوا۔ اسی طرح

[illegible]

کہا جاتا ہے نہ کسی اور مطلب کے لئے کیونکہ کلمہ انما کا حصر کے لئے آتا ہے فکان معنے الحدیث ما خلقنا الا للحرث یعنے نہیں پیدا کئے گئے۔ ہم مگر واسطے کھیتی کے۔ اسیواسطے مذہب اسلام میں اس متبرک اور کار آمد جانور کی حفاظت کا حکم اور سردی گرمی سے بچانے کا حکم ہے لہذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کی حفاظت بمال وجان سے سے زیادہ کریں۔ اگر کہا جائے کہ منو سمرتی جو ہندوؤن کی معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ جب برہمن کا بیٹا کاشی سے علم پڑھ کر آوے تو اس کا باپ استقبال کے لئے نکلے اور گائے ذبح کر کے اس کی کھال گرما گرم بیٹے کے بدن پر رکھے۔

اور مسٹر ارسی دت نے اپنی مشہور کتاب قدیم ہندوستان کے صفحہ ۵۴ پر لکھا ہے کہ وید کے زمانہ میں دہرما تما ہندو گائے کا گوشت کھانے میں کسی قسم کی کراہیت یا قید کو پسند نہیں کرتے تھے تو جواب اس کا یوں ہے کہ ہمارے نزدیک منو جی کا یہ قول اور مسٹر ارسی دت جی کا یہ لکھنا ہرگز قابل تسلیم نہیں کیونکہ جب تمام کتابیں ہندو دہرم کی گئو کی حفاظت کے متعلق زور دے رہی ہیں تو ان ضعیف اور مختزع اقوال کو کون سنتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ منو سمرتی وغیرہ میں بعض بعض باتیں نئی بھی ملائی گئی ہیں۔ لہذا امکان ہے کہ جس زمانہ میں گوشت خوردن کا زور ہو گیا ہو اسوقت اس قسم کے الفاظ بعض کتابوں میں درج کئے گئے ہوں اسیواسطے پنڈت رلیا رام صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اخبار سناتن دہرم پرچارک مورخہ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء میں اسپر چیلنج بھیجدیا تھا کہ وہ اصل منتر و شلوک پیش کرکے اور اس کا صحیح ترجمہ کرکے اپنا دعوے ثابت کریں مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اب تک ان کا چیلنج منظور نہیں کیا۔ پنڈت جی کا یہ دعوی ہے کہ ہندو شاستروں میں گئو کے متعلق کوئی ایسا حکم نہیں کہ اس کا گوشت کھاؤ بلکہ اس کی عزت و احترام و حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اگر مولوی ثناء اللہ صاحب یا کسی اور صاحب کو اپنی صداقت کا پورا پورا الیقین ہے تو وہ پنڈت رلیا رام صاحب سے باقاعدہ مناظرہ کرکے فیصلہ کرلیں تاکہ آئندہ یہ اختلاف مٹ جائے اور ہندو مسلم اتحاد میں ترقی

خلاف ورزی کریگا تو وہ حکومت کی ناراضی کا باعث ہوگا اور اسے عبرتناک سزا دیجائیگی واضح رہے کہ اس شاہی فرمان سے ثابت ہوا کہ مسلمان ہمیشہ گئو کشی کے حامی رہے ہیں جبھی تو ان کے زمانہ میں عام شہروں میں بوچڑ خانے اور مذبح قایم نہیں ہوئے بخلاف گورنمنٹ انگریزی کے کہ اس کے زمانہ میں سب جگہ بوچڑ خانے کہولے گئے اور ہندو مسلمانوں میں تنافر و تباغض کا بازار بہت گرم ہوگیا چنانچہ حال میں لالہ دونی چند صاحب ایم اے وکیل کی صدارت میں اہل امرتسر کا ۱۵ اگست ۱۹۲۰ء کو ۶ بجے شام کے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں ہندو مسلمان سکھ اور مستورات بکثرت شریک تھیں جسمیں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش ہوکر پاس ہوئے (۱) باشندگان امرتسر کا یہ عام جلسہ سنٹرل پراوشل ٹریڈنگ کمپنی کی جو بمقام ہونہ ضلع ساگر (سی۔ پی) میں قایم ہونیوالی ہے اور مجوزہ مذبح کے جس میں اندازاً ۲۵۰۰ مواشی روزمرہ ضایع کئے جائیں گے برخلاف نہایت زبردست آواز بلند کرتا ہے اور اس کمپنی کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور گورنمنٹ نے جو امداد اس کمپنی کو دینے کا اقرار کیا ہے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور تمام ہندو مسلمان اور سکھ بھائیوں سے بادب درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کمپنی میں ہرگز شریک نہ ہوں۔

محرک۔ ڈاکٹر ستیہ پال صاحب مؤید۔ پنڈت دینا ناتھ صاحب۔ شریمتی پاربتی صاحبہ۔ لالہ بالمکند صاحب بھاٹیہ۔ مسٹر عبدالمجید قریشی صاحب۔ مولوی محمد داؤد صاحب غزنوی۔ حکیم ابوتراب (خاکسار) لالہ دیوان چند صاحب۔ لالہ لچھمن داس صاحب

(۲) یہ عام جلسہ دودھ دینے والے جانوروں کے باہر لے جانے پر صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہے کہ ملک کے مفاد کو مدنظر رکھکر اس سلسلہ کو فوراً بند کردے۔

محرک۔ لالہ دینہ پال صاحب وکیل۔ مؤید لالہ دینا ناتھ صاحب اس کے بعد جلسہ

نتیجہ ذیل ہیں (۱) دین اسلام کی اشاعت کرنا قرآن مجید و حدیث نبوی و طریقہ سلف صالحین [illegible]

ایک بہت بڑا ہندو مسلم کا مشترکہ جلسہ راہوں ضلع جالندھر میں ۲۵ رجون ۱۹۲۰ء
کو ہوا جس میں اس خاکسار اور پنڈت ربیا رام صاحب امرتسری اور چوہدری عبدالرحمان
خان صاحب مجر قوم و ہمدرد اسلام و ملک و رئیس اعظم راہوں نے گئو رکھشا کی حمایت
کے متعلق زبردست تقریریں کیں اور چوہدری صاحب موصوف نے گئوشالہ کے
لئے دو گھماں اراضی بھی وقف کردی جزاکم اللہ

این کار شما است مرداں چنیں کنند

پھر چندہ شروع ہوا اور جلسہ بڑی کامیابی سے ختم ہوا چونکہ حفاظت گائے کی ضرورت
جیسے رعایا کو ہے ویسے ہی بادشاہوں کو بھی ہے لہذا

محمد شاہ غازی شاہ عالم والئے ہند کا جو آخری شاہان مغلیہ میں سے ایک
تھے ایک فرمان شائع کیا جاتا ہے جو ان کی ہمراہ تھے مشیران سید عطاء اللہ خان
و سید عبید اللہ خان و قاضی محمد رفیع و غلام احمد و مولوی محمد محفوظ اللہ اور
قاضی میاں اصغر حسین کے دستخط سے ۱۲۵۳ھ میں شائع ہوا تھا یہ فرمان موجودہ
حالات میں جبکہ ہندو مسلمانوں میں اتفاق کی لہریں دن بدن زور پکڑ رہی تھیں خاص
اہمیت رکھتا ہے وہ یہ ہے۔ اور اتحاد و اتفاق کی رہنمائی کرتا ہے وہ یہ ہے
متعلقان حکومت و حاکمان صوبجات و رؤساء عالیہ اور ان تمام حکومت
پر جو ذمہ داری کے عہدوں پر ممتاز ہیں واضح ہو کہ انصاف و مساوات کے اس عہد
میں یہ فرمان شائع کیا جاتا ہے کہ طبقہ حیوانات بے زبان اور بے شعور جانوروں
میں سے گائیوں اور بیلوں کے لاانتہا فوائد ہیں یعنی انسان کا دارومدار اناج
اور بیلوں پر ہے اور یہ چیزیں بجز قلبہ رانی پیدا نہیں ہو سکتیں اور چونکہ قلبہ
رانی کے لئے بیلوں کی ضرورت ہے اس لئے اس وسیع و عریض ملک کی
بہتری اور خوشحالی کے لئے یہ فرمان نافذ کیا جاتا ہے کہ ایسے جانوروں کا مارا جانا
یا ذبح کیا جانا قابل مذمت ہے اس فرمان کے رو سے ہم اپنی حکومت کے
ہر حصہ میں گاؤکشی کی ممانعت کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص اس فرمان کی